سَبِیلُ الجَنَّةِ

www.KitaboSunnat.com

تالیف :

احمد بن حجر

النُورُ اکیڈمی

مکتبہ ثنائیہ

جامع مسجد اہلحدیث

بلاک ۱۹ سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سبیل الجنۃ

تالیف

علامہ احمد بن حجر آل بوطامی البنعلی

ترجمہ

عبدالسلام سلفی

البنور اکیڈمی

مکتبہ ثنائیہ

جامع مسجد اہلحدیث

بلاک ۱۹ سرگودہا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــــ سبیل الجنّۃ

مصنّف ـــــــــــ علامہ احمد بن حجر

بار ـــــــــــ اوّل

تعداد ـــــــــــ گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت ـــــــــــ ۹۶/- روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الناشر

جنت کی طلب سب کو ہے کون ہے جو جہنم سے اللہ کی پناہ نہیں مانگتا لیکن جنت کا حاصل کرنا آسان نہیں، جنت اللہ کا انعام ہے۔ جسے اللہ رب العالمین اپنے ان بندوں کو دیتے ہیں جو اللہ کی مرضی پر چلتے ہیں، اپنے اعمال صالحہ سے اللہ کو خوش رکھتے ہیں، اور اللہ کو جو کام ناپسند ہیں ان سے بچتے ہیں،

جنت ناگوار باتوں سے گھری ہوئی ہے یعنی مکروہ و ناپسندیدہ کاموں کی حصار توڑ کر آدمی بچتا بچاتا جنت تک پہونچتا ہے،

اور جہنم بہت سی مرغوب اور دل لبھانے والی باتوں سے معمور ہے لوگ نفس کے غلبہ سے مجبور ہو کر اندھے بہرے بن کر جہنم کے اندھیرے کنویں میں گر جاتے ہیں۔

زیر نظر کتاب "سبیل الجنۃ" میں جنت کے حصول اور جہنم سے بچنے کی راہیں بتائی گئی ہیں۔ کتاب کی صحت کے لئے علامہ شیخ ابن حجر حفظہ اللہ کا نام ہی کافی ہے، دعا ہے کہ الدار السلفیہ کی یہ پیشکش عوام و خواص میں قبول عام حاصل کرے۔ (آمین)

مخلص

مختار احمد ندوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست موضوعات

عرض ناشر	۳
مقدمۃ المولف	۸
دین میں سنت نبوی کی حیثیت	۱۱
سنت کے لغوی اور اصطلاحی معنی	۱۲
انبیاء کی بعثت کا مقصد شریعت کی تبلیغ	۱۲
اسلامی شریعت کے دو سرچشمے	۱۳
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا وجوب	۱۵
قرآن سنت کا زیادہ محتاج ہے	۲۱
سنت کے تعلق سے مسلمانوں کی قسمیں	۲۴
خبر واحد کی قبولیت کے چند دلائل	۲۸
منکرین حجیت حدیث کے شبہات	۳۷
پہلے شبہ کا جواب	۴۱
دوسرے شبہ کا جواب	۴۴
تیسرے شبہ کا جواب	۴۷
چوتھے شبہ کا جواب	۵۲
ائمہ اربعہ کے حالات زندگی	۶۰
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق و عادات	۶۱
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقاہت پر ائمہ کی گواہی	۶۲
وفات	۶۳
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	۶۴
امام مالک کی علمیت کی تعریف علماء کی زبانی	۶۵
وفات	۶۶
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۶۷
پیدائش	"
اساتذہ	"
امام شافعی کی علمیت کی تعریف ائمہ کی زبانی	۶۸
وفات	۶۹
علمی کارنامے	۶۹
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	۷۰
نشوونما	۷۰
علماء کی زبانی آپ کی تعریف	۷۲
وفات	۷۳
علمی کارنامے	۷۳
تقلید کا کیا حکم ہے؟	۷۴
تقلید کو واجب کہنے والوں کے کچھ شکوک و شبہات	۷۶
ایک اہم تنبیہ	۸۲
ان لوگوں کے دلائل جو دلیل (کتاب و سنت)	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عمل کرنے کو وجوب کہتے ہیں یا وجوب اجتہاد
کے قائل ہیں ۸۳
چند حدیثیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب
وسنت پر عمل کرنا واجب ہے ۸۶
مقلدین کی تردید عقلی دلائل کی روشنی میں ۹۰
وجوب تقلید کے دلائل ۹۳
آیت اور حدیث کے ظاہری مفہوم پر
عمل نہ کرنے کے بارے میں مقلدین کا شبہ ۹۴
دلیل پر عمل کرنے والوں کا مقلدین کو جواب ۹۰
اجتہاد کا بیان اور ان لوگوں کی تردید جو
یہ کہتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے ۹۸
کسی معتبر امام کے قول پر عمل کرنا ۱۰۱
ہر دور میں لوگوں کو اجتہاد کی ضرورت تھی
اور اس دور میں زیادہ ہے ۱۰۴
ائمہ اور ان کے متبعین کی کتابوں سے
بے نیازی ممکن نہیں ۱۰۶
اعتدال کی راہ ۱۰۷
مقلدین کی اس بات کا جواب کہ آیت
اور حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل نہیں کیا جائیگا ۱۰۸
تقلیدی اور مسلکی تعصب کا کیا حکم ہے؟ ۱۰۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ مسلمین سے ہماری	۱۱۷
محبت اور ان کا احترام	
کسی مخصوص مسلک کی پابندی ضروری نہیں	۱۲۱
مسلکی تعصب، خرابیاں اور نقصانات	۱۲۶
شوافع پر احناف کا حملہ	۱۳۱
احناف پر شوافع کا حملہ	۱۳۲
علامہ شیخ الاسلام سے ایک سوال اور	
اس کا جواب	۱۳۷
ایک ضروری تنبیہ	۱۴۱
خاتمہ، گذشتہ بیانات کا خلاصہ	۱۴۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنی اور اپنے محبوب نبی کی اطاعت اس کی سنت کی پیروی اور بدعات وخرافات سے اجتناب کا حکم دیا۔ وہ نبی جس کی شان میں اللہ تعالے فرماتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى (النجم ۳،۴)
وہ نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتے جو بولتے ہیں اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔

اور فرمایا،

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء ۱۰۷)
ہم نے تم کو سارے جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور رحمتیں ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب پر جنھوں نے قرآن کریم کی پیروی کی، سنت مطہرہ پر عمل کیا، اور اس پر مضبوطی کے ساتھ عامل رہتے ہوئے اس کو دوسروں تک پہنچایا۔ ان سب پر اور ان کے متبعین پر صبح قیامت تک اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! ارباب خرد پر یہ بات مخفی نہیں کہ ہمارا یہ دور ایک ایسا دور ہے جس میں مذہبی اور سیاسی فتنوں کی لہریں موجزن ہیں، اسی دور میں اشتراکیت، قادیانیت، بہائیت، سیکولرزم، ماسونیت، اور کمیونزم جیسے گمراہ افکار ونظریات ابھرے جن کا مذہب خالق کائنات کا انکار اور ہزاروں خداؤں کی عبادت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان گمراہ افکار و نظریات اور کفریہ خیالات کے لوگ اپنے پچھلے ملحد اور بے دین اسلاف کی پیروی میں یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہمارے لئے اللہ کی کتاب قرآن مجید بس ہے، سنت مطہرہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان کو یہ شبہ ہے کہ احادیث کا ذخیرہ ایک جماعت سے دوسری جماعت کی طرف منتقل ہوا اور اس میں ضعف وضع نیز دوسری خرابیاں داخل ہوگئیں اسلئے وہ حجیت اور عمل کے قابل نہیں۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا (الکھف، ۵)

بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے یہ جو کچھ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے

یہ درحقیقت وہی برسوں پرانی گھسی پٹی باتیں ہیں جو درگور ہو چکی تھیں مگر اب یہ لوگ اپنے کفریہ مذہب کی دعوت و تبلیغ کے لئے ان کو قبر سے نکال کر مضامین اور کتابوں کے ذریعہ ان کی تشہیر کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی ایک مکاری یہ بھی ہے کہ وہ اسلام اور اسلامی حمیت کا مظاہرہ کرتے اور قرآن مجید کو فیصل مانتے ہیں حالانکہ یہ سب جعل سازی اور فریب کاری ہے جس میں ذرہ برابر سچائی نہیں۔

اس میں شک نہیں کہ صحیح حدیث کی حجیت کا منکر رب العالمین کا بھی منکر ہے اور وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے۔ اس کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹا ہے کہ اس کا اللہ کی کتاب پر ایمان ہے۔ کیونکہ اگر اس جھوٹے ملحد کو بزعم خویش اللہ کی کتاب پر ایمان ہوتا تو اسے یہ ضرور معلوم ہوتا کہ اللہ نے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (آل عمران، ۱۳۲)

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (النساء : ۵۹)

اے ایمان والو ! اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں صاحب حکومت ہوں ان کی بھی ۔

قدیم اور جدید علماء نے ان گمراہوں کی تردید میں اتنا کچھ لکھ دیا ہے جو ان کے بطلان اور ان کے خبیث درخت کی بیخ کنی کے لئے کافی ہے ۔ مگر ارباب کفر و ضلالت اپنے مذہب کی نشر و اشاعت کی مہم ہمیشہ جاری رکھتے ہیں اور اپنی باتیں ایسے سانچے میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں کہ کوئی کم عقل اور جاہل اس پر فریفتہ ہو جائے ۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس سلسلہ میں علماء کی تحریروں کی تلخیص کر کے کچھ باتیں قلمبند کر دوں جو انشاء اللہ اس جھوٹ کی تردید کے لئے کافی ہوں گی ۔

میرے عزم کو ان سوالات نے بھی مزید تقویت بہم پہنچائی جو موریشس سے عدالت شرعیہ کے صدر محترم کو موصول ہوئے تھے ۔ صدر موصوف کے معتمد نے ان سوالات کو میرے حوالہ کر دیا ان سوالات کا تعلق " اسلام میں سنت کی حیثیت ، تقلید کا حکم ، نیز ان دونوں مسئلوں میں فرقہ بندی " سے ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا اور ان سوالات کے جوابات لکھنے میں میری مدد کی ۔ میں نے اس مجموعہ کا نام " السبیل الی الجنۃ بالتمسك بالکتاب والسنۃ " (قرآن و سنت شاہراہ جنت) رکھا ہے ۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسکو میرے لئے اس دن سود مند اور کار آمد بنائے جب سوائے ایک مومن دل کے کوئی چیز فائدہ مند نہ ہوگی نہ دولت نہ اولاد ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ۔

احمد بن حجر آل بوطامی البنعلی
قاضی عدالت شرعیہ
دوحہ ۔ قطر

یکم محرم الحرام : ۱۴۰۶ ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین میں سنت نبوی کی حیثیت

قرآن مجید اور سنت نبوی میں چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتا ۔ لاالہ الا اللہ کی گواہی ، قرآن پر ایمان لانے اور محمد رسول اللہ کی گواہی سنت رسول اللہ پر ایمان لانے سے مکمل ہوتی ہے ۔ لا الہ الا اللہ کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی زبان سے اس بات کا اقرار اور اپنے دل سے اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہوں کہ کائنات میں اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے قابل نہیں ، کیونکہ جھوٹے خدا تو بہت سارے ہیں ۔ کتنے لوگ سورج ، چاند ، بت ، فرشتے ، جن ، انبیاء اور اولیاء جیسے ہزاروں خداؤں کی عبادت کرتے ہیں لیکن حقیقت میں عبادت کے لائق صرف وہی خدا ہے جس نے کائنات اور بندوں کی تخلیق فرمائی اور جن وانس کی تخلیق کا فلسفہ یہ بیان کیا کہ :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات : ۵۶)

میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے ۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ آپ جو حکم دیں اس کی اطاعت کی جائے آپ جن چیزوں کی خبر دیں ان کی تصدیق کی جائے ، آپ جن باتوں سے منع کریں ان سے احتراز کیا جائے ، اور اللہ کی عبادت آپ کے بتائے ہوئے مشروع طریقہ پر کی جائے نہ کہ خواہشات وبدعات کی بنیاد پر ۔

اب ہم سنت اور اس کی شرعی حیثیت کو تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے رکھتے ہیں ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

لغت میں "سنت" طریقہ کو کہتے ہیں خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مسلم بروایت جریر بن عبداللہ بجلی)

جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کو اس کا اور اس پر عمل کرنے والے کا اجر قیامت تک ملتا رہے گا۔

محدثین کی اصطلاح میں "سنت" اس قول، فعل، تقریر، یا اخلاقی و تخلیقی صفت کو کہتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت سے پہلے یا نبوت کے بعد منقول ہو۔

اہل اصول کی اصطلاح میں "سنت" نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ ان امور کو کہتے ہیں جو فرض یا واجب نہ ہوں بلکہ واجب اور دوسرے پانچ احکام کے مقابلہ میں ہوں فقہاء کے نزدیک سنت کا اطلاق کبھی بدعت کے مقابلہ میں بھی ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ فلاں طلاق سنی ہے اور فلاں طلاق بدعی ہے۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد شریعت کی تبلیغ

آپ کو معلوم ہونا چاہئے ــ خدا مجھے اور آپ کو نیک توفیق دے ــ کہ جس شخص کو اللہ پر اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تمام انبیاء پر ایمان ہوگا اور وہ ان کے بلند مقام اور ان کی بعثت کے مقصد سے واقف ہوگا اسے اس بات پر مکمل یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف اپنے بنیادی اور جزئی احکام کی تبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور ہر قوم پر اپنے نبی کی اطاعت و پیروی فرض کی ہے۔ چونکہ پچھلی شریعتیں عارضی ہوا کرتی تھیں اس لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت اپنے نبی کی شریعت پر اس کی زندگی میں عمل کرتی اور اس کے وصال کے بعد پھر دوسرا نبی آتا اور پچھلی شریعت منسوخ کر دیتا اور لوگ اس نبی پر ایمان لاکر اس کی شریعت کی پیروی کرتے چونکہ اللہ تعالےٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی بنا کر مبعوث فرمایا اس لئے آپ کی شریعت مطہرہ بھی ان تمام انسانوں کے تقاضوں اور ضرورتوں کو پورا کرتی ہے جو عہد رسالت میں تھے یا ان کے بعد پیدا ہوئے یا جو صبح قیامت تک پیدا ہوں گے ۔

اسلامی شریعت کے دو سرچشمے کتاب و سنت

مسلمان خواہ وہ سنی ہوں یا کوئی اور سب کا یہ متفقہ اصول اور ٹھوس عقیدہ ہے کہ شریعت کے دو ہی سرچشمے ہیں ۔ ایک قرآن مجید ، دوسری سنت مطہرہ ، جس طرح کتاب اللہ پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی و فعلی سنت پر آپ کی زندگی اور وصال کے بعد دونوں حالتوں میں عمل کرنا فرض ہے ۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (النساء : ۶۴)

ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ خدا کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔

ورنہ اگر مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت صرف آپ کی زندگی میں کریں اور وصال کے بعد آپ کے فرمودات کو نہ مانیں تو وہ مسلمان ہی نہیں ہونے ۔

اب ہم اس گمراہ فرقے سے جو بظاہر اسلام کا دعیدار ہے مگر حقیقت میں اس کا منکر ہے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ، افعال اور تقریرات پر آپکے وصال کے بعد عمل کیا یا نہیں ؟ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ اس کی گمراہی کے ساتھ ساتھ جہالت بھی ہے ۔ اور اگر وہ " ہاں " کہے تو ہم کہیں گے کہ جس چیز سے صحابہ کو چھٹکارا نہیں تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے ہم کو بھی چھٹکارا نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو بعد کے لوگوں سے کہیں زیادہ سمجھتے تھے۔ اس فرقہ سے ہم پھر پوچھتے ہیں کہ کیا صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، محدثین، فقہاء، مفسرین اور دوسرے مسلمانوں کی کتابیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے بھری پڑی نہیں ہیں؟ کیا ان لوگوں نے آپ کے اقوال، افعال، اخلاق، سیرت اور اوصاف کو ٹھیک ٹھیک نقل نہیں کیا ہے؟ اللہ کی شریعت کو تم زیادہ سمجھتے ہو یا یہ ماہرین فن اور نابغۂ روزگار شخصیتیں؟ اگر وہ کہیں کہ صحابہؓ تابعین اور ان شخصیتوں سے زیادہ ہم سمجھتے ہیں تو ہم کہیں گے تمہارے پاس یہ علم کہاں سے آیا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے براہ راست تم پر وحی کی ہے؟ اگر انھیں اس کا بھی دعویٰ ہے تو وہ کھلم کھلا کفر بکتے ہیں۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ یہ علم ہم نے صحابہ اور ائمہ کی کتابوں سے حاصل کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ تم نے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال کو تو مسترد کر دیا اور خود ہمہ دانی کا دعویٰ کر بیٹھے؟ اگر وہ کہیں کہ ہم نے عقل سے یہ بات سمجھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو نقل کرنے والے غیر ثقہ ہیں اس لئے انکی روایات ناقابل عمل ہیں۔ تو ہم کہیں گے کہ علم و یقین کے سامنے عقل و خرد کوئی چیز نہیں لوگوں کی عقلیں مختلف ہوا کرتی ہیں۔ زید اپنی عقل سے کسی مسئلہ میں کچھ کہتا ہے اور عمر اسکی مخالفت کرتا ہے تو اب کس کی بات مانی جائے گی؟ اگر تم کہو کہ ہر شخص اپنی عقل سے فیصلہ کرے گا تو یہ سراسر بے عقلی ہے۔ اگر عقل کسی کام کی ہوتی تو آخر اللہ تعالیٰ رسول کیوں بھیجتا؟ کتابیں کیوں نازل کرتا؟ اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہم اللہ کی کتاب کو مانیں گے اور ہمارے لئے وہی کافی ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ کیا شریعت کا ہر مسئلہ قرآن مجید میں صاف صاف لفظوں میں صراحت و وضاحت کے ساتھ موجود ہے؟ تم زیادہ سمجھتے ہو یا وہ صحابہ جو قرآن کی متشابہ آیتوں کی تفسیر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے تھے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال [illegible] تو کتاب اللہ کی تفسیر و تشریح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ کہیں کہ ہمیں بہت ساری حدیثیں موضوع اور ضعیف نظر آئیں جس کی وجہ سے تمام احادیث سے ہمارا اعتماد اٹھ گیا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حجت اور عمل ان حدیثوں پر کرتا ہے۔ جو متواتر، صحیح اور حسن کے درجہ پر ہیں نہ کہ ضعیف اور موضوع روایتوں پر۔

آئندہ انشاء اللہ اس پر تفصیل سے گفتگو ہوگی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا وجوب آپ کی زندگی اور وصال کے بعد

مسلمان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر کی پابندی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم جو آپ کے اقوال و افعال کی صورت میں موجود ہے دونوں میں تفریق جائز نہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (النحل: ۴۴)	اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تا کہ جو (ارشادات) لوگوں کے لئے نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو۔ اور تاکہ وہ غور کریں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان کر دیا کہ جب لوگ آپس میں اختلاف کریں تو آپ کی ذمہ داری حق بات کی وضاحت کر دینا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (النحل: ۶۴)	اور ہم نے جو تم پر کتاب نازل کی ہے تو اسلئے کہ جس امر میں ان لوگوں کا اختلاف ہے تم اسکا فیصلہ کر دو۔ اور یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر اختلافی مسئلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو حرف آخر ماننا فرض قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى	تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک
يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ	اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں
لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا	اور جو فیصلہ تم کردو اس سے اپنے دل میں تنگ
قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء ۶۵)	نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک
	مومن نہیں ہوں گے ۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن اور حکمت ملی ہے تاکہ آپ لوگوں کو دین کے احکام سکھائیں ۔ ارشاد باری ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ	خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں
بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ	پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا اور خدا
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ	کی کتاب اور دانائی سکھاتا ہے ۔ اور پہلے تو
اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ	یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے ۔

(آل عمران ، ۱۶۴)

جمہور علمائے محققین کا مذہب ہے کہ حکمت قرآن کے علاوہ ایک دوسری چیز ہے یہ وہ اسرار دین اور احکام شریعت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا گیا ہے علماء اس کو سنت سے تعبیر کرتے ہیں ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

> اللہ نے کتاب اور حکمت کا تذکرہ فرمایا ہے ۔ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت کے بارے میں قرآن کے جاننے والے معتبر علماء کو میں نے کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۔
>
> (الرسالہ ص۳۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رحمہ اللہ کے اس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انھیں اس بات کا یقین ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکمت کا عطف کتاب پر کیا جو کہ مغایرت اور دوئی کا متقاضی ہے۔ اور حکمت سنت کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں ہو سکتی کیونکہ آیت میں اس کا تذکرہ بطور احسان خداوندی کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمیں سکھایا ہے ظاہر ہے احسان حق و صواب ہی کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے لہٰذا قرآن کی طرح حکمت بھی واجب الاتباع ہوئی۔ دوسرے یہ کہ اللہ نے ہم پر صرف قرآن اور رسول کی اتباع فرض کی ہے اس لئے یہ بات متعین ہو جاتی ہے کہ حکمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ احکام و اقوال ہیں جو بطور تشریع آپ سے صادر ہوئے۔

جب یہ بات ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے علاوہ ایک دوسری چیز بھی ملی تھی جس میں آپ کی اتباع کرنی واجب ہے۔ اس کی صراحت اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے اس طرح کی ہے۔

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (الاعراف ۱۵۷)	وہ انھیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور ان سے بوجھ اور طوق جو ان پر تھے اتارتے ہیں۔

چونکہ آیت میں لفظ عام ہے اس لئے وہ ان تمام حلال و حرام چیزوں کو شامل ہے جن کا سرچشمہ قرآن ہے یا وہ وحی ہے جس کو اللہ نے آپ پر قرآن کے علاوہ نازل کیا ہے۔ ابوداؤد میں مقداد بن معدیکرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ۔	سنو! مجھے کتاب اور اس کے ساتھ اسی کی مانند دوسری چیز بھی ملی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ان تمام چیزوں میں فرض کی ہے جن کا آپ حکم دیں اور جن سے منع کریں۔

ارشاد باری ہے۔

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر، ۷) — رسول جو تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں رک جاؤ۔

قرآن کی متعدد آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ جوڑا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (آل عمران، ۱۳۲) — اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال، ۲۴) — مومنو! خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو، جبکہ رسول خدا تمہیں ایسے کام کیلئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے

اللہ نے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء، ۸۰) — جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی۔

اور فرمایا،

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران، ۳۱) — اے پیغمبر! کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردیگا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (النور: ۶۳)

جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انکو ڈرنا چاہئے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔

بلکہ اس بات کی بھی نشاندہی کردی کہ آپ کی مخالفت کفر کے مترادف ہے، چنانچہ فرمایا،

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔ (ال عمران: ۳۲)

کہدو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

مومنوں کے لیے یہ بات بالکل جائز نہیں رکھی کہ وہ آپ کے فیصلہ یا حکم کی مخالفت کریں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔ (الاحزاب: ۳۶)

اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کوئی امر مقرر کریں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا

اختلافی مسائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصل ماننے سے اعراض کرنا منافقت کی نشانی بتائی گئی ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ان کا حکم مان لیا، پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فرقہ پھر جاتا ہے اور یہ لوگ صاحب ایمان ہی نہیں ہیں۔ اور جب ان کو اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (رسول اللہ) ان کا تصفیہ چکا دیں تو ان میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (النور ۴۷، ۴۸، ۵۱)

ایک فرقہ منہ پھیر لیتا ہے ۔ مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب خدا اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا ، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۔

بلکہ اس بات کو ایمان کا لازمہ بتایا کہ جب مومن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں تو بغیر اجازت آپ کے پاس سے نہ نکلیں !

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَأْذِنُوْهُ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَأْذِنُوْنَكَ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النور ۶۲)

مومن تو وہی ہیں جو خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ۔ اور جب کبھی ایسے کام کے لئے جو جمع ہو کر کرنے کا ہو ، پیغمبر خدا کے پاس جمع ہوں تو ان سے اجازت لئے بغیر چلے نہیں جاتے ۔ اے پیغمبر ! جو لوگ تم سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں ۔ سو جب یہ لوگ تم سے کسی کام کے لئے اجازت مانگا کریں تو ان میں سے جسے چاہا کرو اجازت دے دیا کرو اور ان کے لئے خدا سے مغفرت طلب کرو ۔ کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے ۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا :

جب اللہ نے ایمان کا لازمہ یہ بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہنے والے مسلمان آپ کی اجازت کے بغیر نہ اٹھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو بدرجۂ اولیٰ یہ ایمان کالازمہ ہے کہ وہ آپ کی اجازت
کے بغیر نہ کسی کے قول کو اختیار کریں نہ کسی علمی مسلک کو۔ کسی
مسئلہ میں آپ کی اجازت آپ کی حدیث سے معلوم ہوگی۔

(اعلام الموقعین ۱/۵۸)

قرآن سنت کا زیادہ محتاج ہے

بیہقی نے مالک سے روایت کی انھوں نے کہا کہ ربیعہ نے فرمایا،

اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا اور اس میں
اپنے نبی کی سنت کے لیے کچھ جگہ چھوڑ دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے سنتیں متعین کرکے ان میں رائے وقیاس کے لیے کچھ جگہ
چھوڑ دی۔

مسروق سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم، لوگوں کو خرافات سے سنت کی طرف پھیرو۔

صحیحین میں یعلی بن امیہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عمر بن خطابؓ سے اس
آیت کے متعلق پوچھا:

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ (النساء: ۱۰۱)

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کرکے پڑھو بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو ایذا دیں گے۔

کہ اس آیت میں قصر کا حکم اس صورت میں ہے جب لوگ کافروں کے نرغہ میں ہوں اور
اب تو امن وسکون کی حالت ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تمہیں جو الجھن ہے مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا،

یہ اللہ کا تم لوگوں پر صدقہ ہے۔ اس کے صدقہ کو
قبول کرو۔

علماء کہتے ہیں کہ لوگوں نے آیت سے یہ سمجھ لیا تھا کہ جب خوف و ہراس نہ ہو تو نماز قصر کے بجائے پوری پڑھنی چاہئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ امن اور خوف دونوں حالتوں میں یکساں طور پر رخصت ہے۔

بیہقی نے امیہ بن عبداللہ بن خالد سے روایت کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، اقامت اور خوف کی نماز کا ذکر تو قرآن میں موجود ہے لیکن سفر کی نماز کا اس میں تذکرہ نہیں ؟ ابن عمرؓ نے فرمایا :

بھتیجے ! اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اگر
ہم کو کوئی چیز نہ معلوم ہو سکے تو ویسا ہی کرنا چاہئے جیسے آپ کو
کرتے دیکھا گیا ہو۔

مکحول سے مروی ہے وہ کہتے ہیں :

سنت جتنی قرآن کی محتاج ہے اس سے کہیں زیادہ قرآن
سنت کا محتاج ہے۔ (اس کو سعید بن منصور نے روایت کیا)

بیہقی کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ سنت قرآن کے ساتھ ساتھ اللہ کے بیان کی بھی قائم مقام ہے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔ (النحل، ۴۴)

اور ہم نے تم پر یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تا کہ جو (ارشادات) لوگوں کے لئے نازل ہوئے ہوں وہ ان پر ظاہر کر دو۔

یہ بات نہیں کہ کچھ سنتیں قرآن کے مخالف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں خلاصۂ کلام یہ کہ قرآن کے سنت کے محتاج ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سنت قرآن کے مجمل احکام کی تفصیل ہے۔ کیونکہ قرآن میں بے شمار خزانے پنہاں ہیں لہٰذا ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اس کے اسرار و رموز سے بخوبی واقف ہو اور ان کو روشنی میں لائے۔ یہی اسرار و رموز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کئے گئے ہیں۔ یہی مطلب ہے قرآن پر سنت کے فیصلے کے چلنے کا۔ قرآن سنت کی تشریح نہیں ہو سکتا کیونکہ سنت بذات خود تشریح ہے۔ اور قرآن کی شرح ہونے کی وجہ سے وہ قرآن کے اعجاز و اختصار کے پایہ کی نہیں کیونکہ شرح کو مشروح سے زیادہ واضح، روشن اور مفصل ہونا چاہیے۔ واللہ اعلم

بیہقی نے ہشام بن یحییٰ مخزومی سے روایت کیا کہ قبیلہ ثقیف کا ایک آدمی عمر بن خطابؓ کے پاس آیا اور ان سے ایک حائضہ عورت جو بیت اللہ کی زیارت کر چکی تھی اس کی بابت دریافت کیا کہ کیا وہ پاک ہونے سے پہلے بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے کوچ کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا، نہیں۔ اس آدمی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسی عورت کے بارے میں آپ کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سنا تو کھڑے ہو کر اس کو ایک درّہ رسید کیا اور فرمایا، ایسی چیز کے بارے میں مجھ سے کیوں پوچھتے ہو جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ موجود ہے؟

ابن خزیمہ سے مروی ہے انہوں نے کہا:

صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں۔

یحییٰ بن آدم سے مروی ہے انھوں نے کہا،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی موجودگی میں کسی کے قول کی ضرورت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، ابوبکر کی سنت، عمر کی سنت، یہ اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ابوبکر و عمر آپ کی سنت پر قائم تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد سے مروی ہے انھوں نے کہا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر شخص کی بات مانی بھی جاسکتی ہے اور ٹھکرائی بھی جاسکتی ہے۔

سنت کے تعلق سے مسلمانوں کی قسمیں

پہلی قسم ، ان لوگوں کی ہے جو احکام اور عقائد دونوں میں قولی، فعلی اور تقریری سنت کو حجت مانتے ہیں خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو بشرطیکہ وہ صحیح ہو ۔ یہ سلف یعنی فقہاء اور محدثین کا گروہ ہے جیسے ابوحنیفہؒ، شافعیؒ، مالکؒ ، احمد بن حنبلؒ، لیثؒ، نسائیؒ، نخعیؒ وغیرہ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن وسنت میں وارد شدہ دلائل عام ہیں۔ کیونکہ اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مذہب اسلام کے دو سرچشمے ہیں، ایک قرآن، دوسری سنت ۔ ان دونوں سرچشموں کو ہر اختلافی مسئلہ میں واجبی طور پر فیصل ماننے کے سلسلے میں قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل ہیں ۔ عقائد اور احکام کے درمیان تفریق نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ وتابعین سے ۔ نہ ائمہ کرام سے ۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں سنت مطہرہ ہی دوسرا آخری مرجع ہے خواہ اس کا تعلق اعتقادی غیبی امور سے ہو یا تربیتی ، سیاسی ، اور عملی احکام سے ۔ کسی رائے یا اجتہاد یا قیاس کی بنیاد پر عقائد واحکام میں سے کسی چیز میں بھی سنت کی مخالفت جائز نہیں ۔ اس گروہ کے دلائل گذشتہ صفحات میں گذر چکے ہیں۔

دوسری قسم : ان لوگوں کی ہے جو قولی ،فعلی اور تقریری سنت کو احکام میں حجت مانتے ہیں خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو ۔لیکن عقائد میں اس کو حجت نہیں مانتے ہیں ۔ یہ معتزلی فلاسفہ اور عصر حاضر کے بہت سارے علماء کا گروہ ہے ۔ ان لوگوں کو یہ شبہ ہے کہ خبر واحد سے ظن حاصل ہوتا ہے اور ظن یقین کے مقابلے میں ذرا بھی سود مند نہیں جبکہ عقائد کے سلسلہ میں یقینی دلائل ضروری ہیں خواہ وہ عقلی ہوں یا نقلی ۔۔ ان لوگوں کا استدلال اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت سے ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ (النجم ۲۳)
یہ لوگ محض ظن (فاسد) اور خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں۔

اور دوسری اس آیت سے

وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۔ (النجم ۲۸)
اور ظن یقین کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آتا۔

ان لوگوں کو یہ یاد نہیں رہا کہ مندرجہ بالا دونوں آیتوں میں جس ظن کا ذکر ہے اس سے مراد وہ ظن غالب نہیں جو خبر واحد سے حاصل ہوتا ہے اور جس پر بالاتفاق عمل واجب ہے بلکہ اس سے مراد شک ہے جو اندازہ کے معنیٰ میں آتا ہے۔ * لسان العرب ، النہایۃ ، اور لغت کی دوسری کتابوں میں ظن اس شک کو کہا گیا ہے جو کسی معاملہ میں آپ کے دل میں پیدا ہو جائے اور آپ اسی کے مطابق کسی چیز پر حکم لگا دیں۔

اسی ظن کے بارے میں اللہ نے مشرکین کی تردید کی ہے۔ اس کی تائید اللہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے:

إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۔ (الانعام ۱۱۶)
یہ محض خیال کے پیچھے چلتے اور نرے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں۔

اس آیت میں ظن اسی شک و اندازہ کو کہا گیا ہے جس کو دوسرے لفظوں میں اٹکل یا اندھیرے میں تیر چلانا کہہ سکتے ہیں۔

ان آیات میں مشرکین کے جس ظن کی تردید کی گئی ہے اگر اس سے مراد ظن غالب ہے جیسا کہ ان استدلال کرنے والوں کا خیال ہے تو احکام میں بھی اب پر عمل جائز نہ ہوگا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔

اوّل: اللہ نے مشرکین کے اس ظن کی تردید مطلق طور پر کی ہے یوں نہیں کہا کہ عقیدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ خاص ہے احکام سے اس کا تعلق نہیں۔

دوم: بعض آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت کر دی کہ مشرکین کے جس ظن کی تردید کی جا رہی ہے بعینہ وہی تردید احکام میں بھی معتبر ہو گی۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا صاف صاف ارشاد ملاحظہ کیجیے:

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ۔ (الانعام: ۱۴۸)

جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے۔ کہہ دو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے؟ اگر ہے تو اسے ہمارے سامنے نکالو تم محض خیال کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو۔

اس کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (الاعراف: ۳۳)

کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے۔ اور اس کو بھی کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی، اور اس کو بھی کہ تم خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس ظن پر عمل ناجائز ہے اس سے مراد وہ لغوی ظن ہے جو اندازہ اور تخمین کے مترادف ہے۔ جس طرح عقائد کے معاملہ میں اس کا اعتبار نہیں اسی طرح احکام میں بھی اس پر عمل ناجائز ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ مندرجہ بالا تمام آیات واحادیث جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ احکام کے مسئلے میں خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے ان کے عموم سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقائد میں بھی خبر واحد پر عمل کرنا ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خبر واحد پر عمل کے معاملہ میں عقیدہ اور احکام کے درمیان فرق کرنا اسلام کے اندر داخل شدہ نیا فلسفہ ہے جسے نہ تو سلف صالحین جانتے تھے نہ ہی ائمہ اربعہ جنکی آج جمہور امت تقلید کرتی ہے۔

(ماخوذ از۔ الحدیث حجۃ بنفسہ فی العقائد والاحکام۔ تالیف: محمد ناصر الدین البانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبر واحد کی قبولیت کے چند دلائل

اول : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب اور دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کے پاس دعوت اسلام کے لئے مبلغین بھیجے تھے۔ اور یہ معلوم ہے کہ جن لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھیجا جاتا وہ ایک یا دو عدد ہوتے اور ان کے ساتھ ایک خط ہوتا۔ وہ خط تواتر کے درجہ کا نہیں تھا پھر بھی اسلام قبول کرنے والوں نے اسلام قبول کیا۔ اور یہ سمجھا کہ جو شخص اس کا انکار کرے گا اس پر مبلغ کو بھیج کر حجت قائم کر دی گئی ہے۔ اگر ایک یا دو مبلغین کو بھیج کر ان لوگوں پر حجت قائم نہ ہوتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کی بات کو قبول کرنا واجب نہ ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسریٰ، قیصر، شاہ یمامہ، اور عمان کے بادشاہ جلندی کے دونوں بیٹوں کے پاس اپنے مبلغین نہ بھیجتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی یمن بھیجا تھا اور یہ کہا تھا کہ تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو صاحب کتاب ہے لہٰذا تمہیں ان لوگوں کو سب سے پہلے "لا الٰہ الا اللہ" کی گواہی کی دعوت دینی ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی وحدانیت کی دعوت دینی ہوگی۔ اگر وہ لوگ تمہاری اس دعوت پر لبیک کہیں تو تم انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ (بروایت بخاری و مسلم)

دوم : مقام قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے مسلمانوں کو جب ایک عادل شخص نے یہ خبر دی کہ یہ قبلہ کا رخ خانۂ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے، تو ان لوگوں نے اس کی خبر کو مان لیا اور جس رخ پر وہ نماز پڑھ رہے تھے اس کو چھوڑ کر خانۂ کعبہ کی طرف گھوم گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کی تردید نہیں کی، بلکہ اس پر وہ لوگ شکر گزار ہوئے۔ حالانکہ وہ پہلے قبلہ کے معاملہ میں ایک قطعی حکم پر عمل پیرا تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ایک شخص کی خبر سے ان کو علم نہ حاصل ہوتا تو وہ ایک قطعی اور یقینی حکم کو ایک ایسی خبر کی وجہ سے نہ چھوڑتے جو یقین کا فائدہ نہ دے۔ اس سلسلے میں ایک اہم بات یہ بھی جا سکتی ہے کہ زیر بحث خبر واحد کو ایک قرینہ سے تقویت بھی ملی ہے، بہت سے معترضین کہتے ہیں کہ خبر واحد یقین کا فائدہ نہیں دے سکتی خواہ اس کو کسی قرینہ سے تقویت ہی کیوں نہ ملے۔ مگر یہ ہے جا ہٹ دھرمی ہے۔

ظاہر ہے کہ امت مسلمہ کا اس خبر واحد کو قبول کرنا اور بغیر کسی تردید کے اسے نسلاً بعد نسلٍ روایت کرنا قوی ترین اور نمایاں ترین قرینہ ہے، اس قرینہ کے سامنے ہر مفروضہ قرینہ ہیچ ہے۔

سوم! اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ	اور اے بندے! جس چیز کا تجھے علم نہیں
(بنی اسرائیل ۳۶)	اس کے پیچھے نہ پڑ۔

یعنی اس کی پیروی اور اس پر عمل درآمد نہ کر۔ جبکہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک تمام مسلمان خبر واحد کی پیروی اور اس پر عمل درآمد کر رہے ہیں اور خبر واحد سے اللہ کی صفات کو ثابت کیا جاتا رہا ہے۔ اگر خبر واحد علم ویقین کا ذریعہ نہیں ہے تو گویا صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اسلام نے ایسی چیز کی پیروی کی ہے جس کو وہ جانتے نہیں تھے؟

چہارم! اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ	اے پیغمبر! جو ارشادات خدا کی طرف سے
إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ	تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچادو
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ	اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کے پیغام پہنچانے
(المائدۃ ۶۷)	میں قاصر رہے۔

نیز فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ۔ (النور: ۵۴)

اور رسول کے ذمہ تو صرف صاف صاف (خدا کے احکام) پہنچا دینا ہے ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً

تم میری طرف سے خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو پہونچا دو ۔

عرفات کے دن عظیم مجمع میں آپ نے خطاب کر کے فرمایا:

میرے متعلق تم لوگوں سے پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے خدا کے پیغام کی تبلیغ کر دی (رسالت کا حق) ادا کر دیا اور (لوگوں کو) وعظ و نصیحت کر دی ۔

یہ بات معلوم ہے کہ تبلیغ ہی سے مُبَلَّغْ (جس کو تبلیغ کی جا رہی ہے) پر حجت قائم ہوتی ہے اور اسی سے احکام کا علم ہوتا ہے ۔ اگر خبر واحد سے احکام کا علم حاصل نہ ہوتا تو اس کی تبلیغ ہی نہ کی جاتی کہ بندوں پر اللہ کی حجت قائم ہو، کیونکہ حجت اسی چیز سے قائم ہوتی ہے جس سے کسی چیز کا علم حاصل ہو ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے تبلیغ کے لئے کسی ایک صحابی کو روانہ کرتے تھے ۔ وہ صحابی جس کو تبلیغ کرتے اس پر حجت قائم ہو جاتی ۔

اسی طرح عادل اور ثقہ لوگوں کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اقوال، افعال، اور حدیثیں ہم تک پہونچیں ہیں ان کے ذریعہ ہم پر بھی حجت قائم ہو چکی ہے ۔ اگر خبر واحد حصول یقین و علم کا ذریعہ نہ ہوتا تو نہ ہم پر حجت قائم ہوتی نہ ان لوگوں پر جن کو ایک یا دو یا تین یا چار یا تواتر سے کم تعداد کے لوگوں نے تبلیغ کی ہے ۔ حالانکہ یہ انتہائی لغو بات ہے ۔

جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول شدہ خبروں کو حصول علم کا ذریعہ نہیں مانتے ہیں انھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو باتوں میں سے کسی ایک بات کو ماننا ہوگا !

(۱) یا تو یہ کہنا ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن اور متواتر منقول شدہ احکام کے علاوہ کچھ نہیں پہونچایا اور ان کے سوا جو کچھ ہے اس سے نہ تو حجت قائم ہوتی ہے نہ تبلیغ ۔

(۲) یا یہ کہنا ہوگا کہ جن چیزوں سے (کسی حکم کا) علم حاصل نہیں ہوتا اور نہ ان پر عمل واجب ہوتا ہے۔ ان سے بھی حجت قائم ہوتی اور ان کی تبلیغ ہوتی ہے، چونکہ یہ دونوں چیزیں باطل ہیں اس لئے یہ کہنا بھی باطل ہے کہ عادل اور ثقہ بزرگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث نقل کیں اور امت نے ان کو قبول کیا ان سے علم و یقین کا فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ بات صاف اور روشن ہے ۔

پنجم ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (الانبیاء ۷) اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (جاننے والوں) سے پوچھو ۔

نہ جاننے والے کے لئے اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اہل ذکر یعنی اصحاب علم و معرفت سے پوچھے ۔ اگر اہل علم کی خبروں سے علم و یقین کا فائدہ نہ ہوتا تو ایسے شخص سے پوچھنے کا حکم نہ دیا جاتا جس کی خبر سے فائدۂ علم نہ ہو ۔ واضح رہے کہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تواتر کی تعداد کو پہونچے ہوئے لوگوں سے پوچھو بلکہ اس نے مطلق طور پر اہل ذکر سے پوچھنے کا حکم دیا۔ اگر اہل ذکر ایک ہی شخص ہے تو اس سے سوال و جواب کافی ہے ۔

ششم ! خبر واحد سے حصول علم و یقین کا انکار کرنے والے اپنے ائمہ کے اقوال و آراء کے بارے میں قطعی اور حتمی طور پر شہادت دیتے ہیں کہ یہ انھیں کے فرمودات ہیں ۔ اگر ان سے کہا جائے کہ یہ اقوال و آراء ائمہ سے ثابت نہیں ہیں تو وہ اس کا سختی سے انکار کریں گے بلکہ کہنے والے کی جہالت پر بھی تعجب کریں گے ، جبکہ یہ معلوم ہے کہ ائمہ کے اقوال و مذاہب کو ان سے ایک یا دو یا تین افراد نے روایت کیا ہے ، تواتر کی تعداد نے روایت نہیں کیا ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقلدین کو یہ یقینی علم تو حاصل ہوا کہ یہ ان کے ائمہ ہی کا فتویٰ ہے اور یہ ان کا ہی مسلک ہے لیکن جو بات ابو بکر صدیقؓ، عمر بن خطابؓ، اور تمام صحابہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی اس کا یقینی علم انھیں حاصل نہ ہوا نہ اس بات کا علم حاصل ہوا جس کو تابعین نے صحابہ سے نقل کیا اور امت میں اس کی پذیرائی ہوئی اور وہ مختلف و متعدد سندوں سے مروی بھی ہے۔
حالانکہ مقلدین کو اپنے پیشواؤں کا جتنا خیال ہے اس سے کہیں زیادہ صحابہ و تابعین کو حفظ حدیث کا خیال تھا، یہ کس درجہ تعجب خیز بات ہے؟

یہ گرچہ بجنسہ کوئی دلیل نہیں لیکن اس سے ان لوگوں پر دو باتوں میں کسی ایک بات کو ماننا لازم ہے:

- یا تو یہ کہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول شدہ اخبار آحاد نیز آپ کے فتووں اور فیصلوں سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے اور یہی ہمارا مدعا بھی ہے۔
- یا یہ کہیں کہ جو کچھ ان کے ائمہ سے منقول ہے اس میں سے کسی بھی چیز کی صحت کا انھیں علم نہیں اور ائمہ کے منقولات سے یقینی علم نہیں حاصل ہوتا ہے۔
- یا یہ کہ ائمہ سے منقول شدہ باتوں سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول شدہ اخبار سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ سراسر باطل ہے۔

ہشتم! اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور - ۶۳)

جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔

یہ حکم قیامت تک آنے والے ہر اس مخالفت کرنے والے کو شامل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پہونچا ہوگا۔ اس شخص کو جو فرمان پہونچا اگر اس سے اس کو علم یقینی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ حاصل ہوتا تو وہ ایک ایسی چیز کی مخالفت کی وجہ سے آفت اور دردناک عذاب سے دوچار نہ ہوتا جس سے یقینی علم نہ حاصل ہو۔ کیونکہ عذاب اسی صورت میں ہوتا ہے جب قطعی حجت قائم ہوجائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے والے کے پاس کوئی عذر نہ ہو۔

ہشتم: عقیدہ اور عملی احکام میں تفریق کرنے نیز عملی احکام میں خبر واحد کو حجت ماننے اور عقیدہ میں نہ ماننے کی بنیاد یہ تصور ہے کہ عقیدہ کے ساتھ عمل وابستہ نہیں ہے۔ نہ عملی احکام کے ساتھ عقیدہ وابستہ ہے۔ حالانکہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

بعض محققین نے کہا کہ عملی مسائل میں دو چیزیں مطلوب ہیں، ایک علم، دوسرے عمل۔ اور علمی معاملہ میں بھی دو ہی چیزیں مطلوب ہیں، علم اور عمل۔ یعنی دل سے محبت و نفرت، محبت اس حق سے جو علمی مسائل سے معلوم ہو رہا ہے۔ اور نفرت اس باطل سے جو ان مسائل کا مخالف ہے لہٰذا عمل کا دائرہ اعضاء کے عمل تک محدود نہیں، بلکہ دلوں کے اعمال اعضاء کے اعمال کی اصل اور بنیاد ہیں۔ اور اعضاء کے اعمال اس کے تابع ہیں۔ چنانچہ ہر علمی مسئلہ میں سب سے پہلے دل کا ایمان اور دل کی تصدیق و محبت پائی جاتی ہے۔ اور یہی چیز عمل بلکہ اصل عمل ہے۔ مگر اس نکتہ کو ایمان کے مسائل پر بحث کرنے والے بہت سے لوگوں نے نظر انداز کر دیا اور کہا کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے عمل کا نہیں۔ یہ بھیانک غلطی ہے۔

بہتیرے کفار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یقین رکھتے تھے۔ انھیں اس میں کوئی شک نہیں تھا۔ مگر اس تصدیق کے ساتھ دل کا عمل شامل نہیں تھا کہ آپ کی لائی ہوئی شریعت سے محبت کرتے اس سے راضی رہتے اور اس کی خاطر دوستی و دشمنی کرتے۔ لہٰذا آپ کو اس نکتہ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ بہت اہم ہے۔ اسی سے آپ ایمان کی حقیقت سمجھ سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ علمی مسائل درحقیقت عملی مسائل ہیں اور عملی مسائل درحقیقت علمی مسائل ہیں۔ کیونکہ شارع علیہ السلام نے مکلفین سے عملی مسائل میں اتنا کافی نہیں سمجھا کہ وہ صرف عمل کریں، مسائل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم نہ حاصل کریں۔ نہ ہی علمی مسائل میں اتنا کافی سمجھا کہ ان کو صرف جان لیا جائے اور ان پر عمل نہ کیا جائے۔

یہ بات کہ عقیدہ کا اعمال سے (یعنی احکام سے) وابستہ ہونا ضروری ہے اس سے بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ فرض کیجئے ایک آدمی صفائی کی خاطر غسل یا وضو کرتا ہے۔ یا ورزش کی خاطر نماز پڑھتا ہے، یا علاج کی خاطر روزہ رکھتا ہے یا سیاحت کی خاطر حج کرتا ہے، یہ سب چیزیں اس عقیدہ کے ساتھ نہیں کرتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر فرض ہیں تو اس سے اسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا جیسا کہ معرفتِ قلب سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ عمل قلب یعنی تصدیق نہ ہو۔

ایسی صورت میں ہر عملی شرعی حکم جس کے ساتھ عقیدہ بھی وابستہ ہو اس کی بنیاد امر غیبی پر ہونی چاہئے جس کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ چیز اپنے نبی کی سنت میں بتائی ہوتی تو ہمیں اس کی تصدیق اور اس پر عمل کرنا ضروری نہ ہوتا۔

اسی لئے کوئی شخص اس بات کا مجاز نہیں کہ وہ قرآن اور حدیث کی کسی دلیل کے بغیر کوئی چیز حرام یا حلال قرار دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ (النحل ۱۱۶)	اور یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو۔ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں ان کا بھلا نہیں ہوگا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی چیز کو حرام کرنا اس کے خلاف جھوٹ اور افترا پردازی ہے۔ پس جب ہم اس بات پر متفق ہیں کہ خبر واحد سے تحلیل و تحریم جائز ہے اور اس سے ہم اللہ پر افترا پردازی سے بچ سکتے ہیں تو خبر واحد ہی سے عقیدہ کا اثبات بھی جائز ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں میں کوئی فرق نہیں. جو کہے فرق ہے وہ کتاب و سنت کی دلیل پیش کرے ۔ ع

این خیال است و محال است و جنوں

نہم :. جو لوگ اس باطل عقیدہ کے قائل ہیں اگر ان سے کہا جائے کہ آپ جس چیز کے قائل ہیں اس کا عکس ہی سہی ہے تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے. کیونکہ اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ گرچہ عقیدہ اور عمل دونوں ایک دوسرے میں داخل ہیں یعنی عقیدہ کے ساتھ عمل اور عمل کے ساتھ عقیدہ وابستہ ہے جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے تاہم عقیدہ اور عمل میں ایک نمایاں فرق ہے وہ یہ کہ عقیدہ کا تعلق مومن کی شخصیت سے ہے ۔ اس کا معاشرہ سے کوئی تعلق نہیں ، اس کے برعکس عمل کا معاشرے سے گہرا تعلق ہے جس میں مومن زندگی گذارتا ہے کیونکہ عمل ہی سے شرمگاہوں کو حلال کیا جاتا ہے. جو اصلاً حرام ہوتی ہیں. اسی سے کسی کی جان و مال کو جائز سمجھا جاتا ہے .اس لحاظ سے عملی امور اعتقادی امور سے کہیں زیادہ اہم ہیں.

اس کو ایک مثال سے یوں سمجھئے کہ ایک آدمی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ قبر میں فرشتوں کا سوال کرنا یا قبر میں میت کو دبوچنا خبر واحد کی بنیاد پر حق ہے اور وہ اسی عقیدہ پر مر جاتا ہے ۔ دوسرا آدمی ایسا ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ تھوڑی نبیذ پینی جائز ہے جبکہ زیادہ نبیذ نشہ آور ہوتی ہے. یا وہ کسی ظنی دلیل کی بنیاد پر اسے حلال قرار دینا درست سمجھتا ہے اور اسی عقیدہ پر اس کی موت ہوتی ہے. اب فرض کیجئے دونوں شخص غلطی پر تھے لیکن معاشرہ کے لئے دونوں میں سے کون زیادہ اہم اور خطرناک تھا ؟ وہ جو اپنے عقیدہ میں غلط تھا یا وہ جو شرمگاہ اور شراب کو غلطی سے جائز سمجھتا تھا ؟ اسی لئے اگر کوئی یہ کہہ دے کہ خبر واحد کی بنیاد پر حلت و حرمت ثابت نہیں ہو سکتی (کیونکہ حلت و حرمت کا مسئلہ عقیدہ کے مقابلہ میں اہم تر ہے) بلکہ اسکے ثبوت کے لئے کوئی آیت یا متواتر حدیث جو قطعی الدلالت ہو ضروری ہے ، تو متکلمین اور ان کے متبعین اس کا کوئی جواب نہ دے سکیں گے ۔

اگر ہم اس قسم کے معاملہ میں اپنی عقل کو جج بنا سکتے اور اس کی بنیاد پر کوئی ایسی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ سکتے جس کے کہنے کی اللہ نے اجازت نہیں دی جیسا کہ متکلین نے کیا کہ وہ ایسے باطل قول کے قائل ہو گئے، تو ہم بالکل اس کے خلاف کہتے اور وہ متکلین کے قول کے مقابلہ میں عقل سلیم سے کہیں زیادہ قریب ہوتا۔ لیکن حاشا وکلا ہم اپنی عقل سے ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔ ہر چیز کے لئے ایک شرعی قانون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو برابر برابر قرار دیا ہے ہم ان میں تفریق نہیں کر سکتے اور اس نے جن چیزوں میں تفریق کی ہے ہم ان کو برابر نہیں کہہ سکتے، بلکہ ہم ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں خواہ وہ خبر واحد سے ثابت ہوں یا تواتر سے۔ اعتقادی ہو یا عملی ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ۔

دہم: اگر ایک عادل معتبر شخص کی خبر سے علم ویقین حاصل نہ ہوتا تو اس خبر کے مضمون سے اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں گواہی نہ دی جاتی حالانکہ یہ معلوم ومتیقن ہے کہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک پوری امت اخبار آحاد کے مضمون سے اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں گواہی دیتی رہتی ہے، لوگ اپنی تصانیف وتقاریر میں پورے وثوق سے گواہی دیتے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی فلاں فلاں احکام شروع فرمائے ہیں۔ اگر یہ لوگ اخبار آحاد کو راست ودرست نہ سمجھتے اور انھیں اس کے بارے میں یقین نہ ہوتا تو وہ بغیر علم کے گواہی دینے والے قرار پاتے اور ان کی گواہی جھوٹی اور اللہ اور اس کے رسول پر بہتان تراشی ہوتی ــــ یہ ہے متکلین کے قول کی ساری حقیقت۔ علماء امت کے مقابلہ میں متکلین ہی جھوٹی گواہی کے زیادہ مستحق ہیں۔ (ماخوذ از۔ نقض کلام المفترین علی الحنابلۃ السلفیین۔ للمولف)۔

تیسری قسم: سنت نبوی کے تعلق سے مسلمانوں کی تیسری قسم وہ ہے جو سنت سے بالکل منکر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمارے لئے قرآن کریم کافی ہے بس۔ ان کے شکوک وشبہات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکرین حجیت حدیث کے شبہات

اول : اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (الانعام : ۳۸)

ہم نے کتاب (قرآن) میں کسی چیز میں کوتاہی نہیں کی۔

اور فرمایا :

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ (النحل : ۸۹)

اور ہم نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں دین کی ہر بات اور ہر حکم موجود ہے اور اس میں احکام دین کی ایسی وضاحت و تفصیل موجود ہے کہ حدیث یا کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں۔ ورنہ قرآن مجید ناقص کہا جائے گا اور وہ ہر چیز کا بیان نہیں ہوگا، ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کے فرمان میں وعدہ خلافی لازم آئے گی اور یہ محال ہے۔

دوم : اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر : ۹)

بیشک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی ضمانت لی ہے، حدیث کی حفاظت کی نہیں، اگر حدیث قرآن کی طرح دلیل و حجت ہوتی اللہ تعالیٰ اس کی بھی حفاظت کی ضمانت لیتا۔

سوم : اگر حدیث حجت ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے قلمبند کرنے کا حکم دیتے اور آپکے صحابہ و تابعین بھی اس کے جمع و تدوین کے لئے جد و جہد کرتے۔ کیونکہ اسی سے اس کو تحریف و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیلی اور بھول چوک سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ ان عیوب سے محفوظ رہنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ مسلمانوں تک اس حالت میں پہونچے کہ قطعی طور پر صحیح ہو۔ کیونکہ جو حدیث ظنی طور پر ثابت ہوگی اس کو حجت ماننا صحیح نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (الاسراء: ۳۶) اور اے بندے! جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔

نیز فرمایا:

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ (الانعام: ۱۴۸) تم محض خیال کے پیچھے چلتے ہو۔

حدیث کی قطعیت اسی وقت ثابت ہوگی جب اس کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔ جیسا کہ قرآن مجید کا معاملہ ہے۔ لیکن روایات سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کو قلمبند کرنے کی ممانعت کی تھی۔ اور جو حدیثیں لکھی جا چکی تھیں ان کو بھی مٹانے کا حکم دیدیا تھا۔ صحابہ اور تابعین نے بھی ایسا ہی کیا۔ چنانچہ حاکم[۱] نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ابوبکرؓ نے پانچ سو حدیثیں جو انھوں نے قلمبند کی تھیں نذر آتش کر دیں اور کہا کہ مجھے خدشہ ہے کہ میں مرجاؤں اور کچھ حدیثیں ایسی ہوں جنھیں میں نے عادل اور معتمد شخص سے روایت کی ہوں لیکن وہ درحقیقت ویسی نہ ہوں جیسی اس نے مجھ سے بیان کیں اور میں ان کو نقل کرنے والا قرار پاؤں۔

زید بن ثابت نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ وہ معاویہ کے پاس گئے۔ معاویہ نے ان سے کسی حدیث کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے معاویہ کو وہ حدیث بتائی۔ معاویہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ حدیث قلمبند کرلے۔ تبھی زید بن ثابت نے معاویہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کی کوئی حدیث نہ لکھی جائے۔ چنانچہ وہ حدیث مٹا دی گئی۔

---

[۱] اس کو ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ ۱/۵ میں بسند حاکم ذکر کیا پھر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

• یہ صحیح نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک مرتبہ احادیث کو تحریر کرنے کا ارادہ کیا تھا پھر ان کا ارادہ بدل گیا۔ انھوں نے کہا، میں احادیث کو مدون کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے تم سے پہلے کی ایک قوم کا خیال آیا جنھوں نے کچھ چیزیں لکھ رکھی تھیں، اور اسی میں الجھ کر اللہ کی کتاب کو بھول بیٹھے میں اللہ کی کتاب کو کسی دوسری چیز سے گڈمڈ نہیں کروں گا۔

اسی طرح جن لوگوں نے کچھ حدیثیں لکھ رکھی تھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں مٹانے کا حکم دیا تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی حدیث کا ایک صحیفہ جان سے نقل کیا گیا تھا مٹا دیا۔ تابعین میں سے جو لوگ تدوین حدیث کو ناپسند سمجھتے تھے ان میں علقمہ، عبیدہ، قاسم بن محمد، شعبی، نخعی، منصور، مغیرہ اور اعمش شامل ہیں۔

علم حدیث کی کتابوں میں ان لوگوں کے اقوال مشہور ہیں۔ انھوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ان میں سے کچھ لوگوں کے بارے میں منقول ہے کہ انھوں نے حدیث بیان کرنے سے منع کیا ہے۔ الغرض حدیث کی تدوین بعد کے ادوار میں اس وقت عمل میں آئی جب وہ بھول چوک اور تحریف و تبدیل کا شکار ہو چکی تھی اس وجہ سے اس سے احکام اخذ کرنا مشکوک اور اور غیر معتمد ہے۔

چہارم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ایسے اقوال منقول ہیں جو حدیث کے حجت نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں مثلاً آپ نے فرمایا! "میری حدیثیں بہت عام ہو جائیں گی لہٰذا تمہارے پاس جو حدیث قرآن کے موافق پہونچے وہ میری ہے اور جو قرآن کے مخالف پہونچے وہ میری نہیں"۔ یعنی جو حدیث روایت کی گئی اگر اس سے کوئی نیا شرعی حکم ثابت ہوتا ہو تو وہ قرآن کے موافق نہیں اور اگر کوئی نیا حکم ثابت نہ ہوتا ہو تو وہ محض تاکید کے لیے ہے، حجت صرف قرآن ہے۔

نیز آپ نے فرمایا:

اگر تم سے میری ایسی حدیث بیان کی جائے جو تمہارے نزدیک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف ہو منکر نہ ہو تو اس کی تصدیق کرو خواہ وہ میں نے کہی
ہو یا نہ کہی ہو. کیونکہ میں وہی بات کہتا ہوں جو معروف ہو منکر
نہ ہو۔ اور اگر ایسی حدیث بیان کی جائے جو تمہارے نزدیک
منکر ہو تو اس کی تصدیق نہ کرو خواہ میں نے کہی ہو یا نہ کہی ہو
کیونکہ میں ایسی بات نہیں کہتا جو منکر ہو معروف نہ ہو :

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب احادیث کا قرآن مجید کے اس حکم سے موازنہ کرنا ضروری ہے جو مسلمانوں کے نزدیک معروف و مشہور ہے. لہذا سنت حجت نہیں ہوگی .

نیز آپ نے فرمایا :

میں انہی چیزوں کو حلال کہتا ہوں جنھیں اللہ نے اپنی کتاب
میں حلال کہا ہے . اور انھیں چیزوں کو حرام کہتا ہوں جنہیں اس
نے اپنی کتاب میں حرام کہا ہے .

اور ایک روایت میں ہے :

لوگ میرے حوالہ سے کوئی چیز پکڑ کر نہ رکھیں کیونکہ میں
اسی کو حلال کہتا ہوں جس کو اللہ نے حلال کہا ہے . اور اسی کو
حرام کہتا ہوں جس کو اس نے حرام کہا ہے ..

یہ ہے حجیت حدیث کے بارے میں پائے جانے والے شکوک و شبہات کا خلاصہ ۔ ایک ادنیٰ طالب علم بلا تردد یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ شکوک و شبہات انتہائی لچر اور کمزور ہیں . لیکن پھر بھی ہم انکے پول کو انشاء اللہ دلائل سے واضح کریں گے .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے شبہ کا جواب

قرآن مجید دین کے اصول و مبادی اور عام بنیادی احکام پر مشتمل ہے۔ اس نے کچھ احکام تفصیل سے بیان کئے ہیں اور کچھ احکام کی تفصیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ چھوڑ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو لوگوں کے سامنے دین کے احکام کی وضاحت کرنے کے لئے مبعوث فرمایا اور لوگوں پر آپ کی اتباع فرض کر دی چنانچہ آپ قرآن کی تشریح و توضیح حدیث سے کرتے تھے۔ لہٰذا کتاب و سنت اور ان دونوں سے متفرع ہونے والے اجماع و قیاس کے شرعی احکام درحقیقت قرآن مجید کے احکام ہوئے یا تو بطور نص یا بطور دلالت، لہٰذا حدیث کے حجت ہونے اور قرآن کے ہر چیز کے بیان میں کوئی تعارض نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

جس کسی کو اللہ کے دین کے معاملہ میں کوئی مسئلہ درپیش ہو اللہ کی کتاب میں اس مسئلہ کی رہنمائی کے لئے دلیل موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ

(ابراھیم ۱)

یہ ایک (پرنور) کتاب ہے اس کو ہم نے تم پر اس لئے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ۔ (یعنی) ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف (خدا کے) رستہ کیطرف۔

اور فرمایا

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ارشادات لوگوں کے لئے نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں۔

(النحل ، ۴۴)

اور فرمایا ،

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اسمیں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے۔

(النحل ، ۸۹)

لفظ " بیان " ان تمام معانی کو شامل ہے جن کا اصل اصول تو ایک ہے لیکن شاخیں مختلف ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لوگوں کے سامنے جو فرائض واحکام بیان کئے ہیں ان کی چند قسمیں ہیں ۔

(۱) پہلی قسم ان احکام کی ہے جنکو اللہ نے اپنی مخلوق کے سامنے صریح نصوص کے ذریعہ بیان کیاہے جیسے تمام فرائض کہ لوگوں پر نماز ، روزہ حج اور زکوٰۃ فرض ہے ، اور یہ کہ اس نے تمام کھلے چھپے غلط کاموں کو حرام قرار دیاہے ، اور زنا ، شراب ، مردار کا گوشت ، خون اور سور کا گوشت کھانا منع ہے ۔ اور یہ کہ وضو کس طرح کرنا چاہئے ۔ یہ اور اس طرح کے دوسرے احکام جو نصوص سے ثابت ہیں ۔

(۲) دوسری قسم ان احکام کی ہے جن کے متعلق اللہ نے اپنی کتاب میں محض اتنا فرمایا کہ وہ فرض ہیں ، اور ان کی ادائیگی کی کیفیت اپنے نبی کی زبانی بتائی ۔ مثلاً کتنی نمازیں پڑھی جائیں ، زکوٰۃ کب اور کس طرح دی جائے ۔ اور اس کے علاوہ دوسرے فرائض جن کو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیاہے ۔

(۳) تیسری قسم ان احکام کی ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع قرار دیا اور انکی مشروعیت سے متعلق اللہ کی طرف سے کوئی صریح نص نہیں ۔ اللہ نے اپنی کتاب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کے حکم کی تعمیل فرض قرار دی ہے ۔ لہٰذا جو شخص آپ کی طرف سے فرض کی ہوئی بات کو قبول کرے گا ، وہ اللہ ہی کے حکم سے قبول کرنے والا ہوگا ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) چوتھی قسم ان احکام کی ہے جن کے لئے اللہ نے اپنے بندوں پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ خود جدوجہد اجتہاد کر کے ان احکام کو معلوم کریں اور اسی اجتہاد کے ذریعہ ان کی اطاعت کا امتحان لیا جیسا کہ اس نے دوسرے احکام فرض کر کے ان کی اطاعت کا امتحان لیا ہے[1]۔

اس کے بعد امام شافعی فرماتے ہیں۔

> لہٰذا ہر وہ شخص جو قرآن مجید سے اللہ کے احکام کو قبول کرے گا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشروع شدہ سنن کو بھی قبول کرنا ہو گا۔ کیونکہ اللہ نے اپنی مخلوق پر اپنے رسول کی اطاعت اور آپ کے حکم کی تعمیل فرض کی ہے۔ اور جو شخص آپ کے حکم کو قبول کرے گا، وہ درحقیقت اللہ ہی کے حکم کو قبول کرنے والا ہو گا۔ کیونکہ اللہ ہی نے آپ کی اطاعت فرض کی ہے۔ لہٰذا کتاب اللہ کے احکام کو قبول کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو قبول کرنا دونوں اس بات کو شامل ہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک دراصل اللہ ہی سے قبول کی گئی ہے۔[2]

www.KitaboSunnat.com

(۱) الرسالہ للامام شافعی ص ۲۰، ۲۲

(۲) الرسالہ ص ۳۳ بحوالہ۔ السنۃ وما کتبہا۔۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے شبہ کا جواب

اللہ تعالیٰ نے ، ذکر ، کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ صرف قرآن مجید تک محدود نہیں بلکہ اس سے مراد اللہ کی شریعت اور اس کا دین ہے جس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ۔ اس سے قرآن بھی مراد ہو سکتا ہے اور سنت بھی ۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ۔

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل ، ۴۳) اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو ۔

اس آیت میں اہل ذکر سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے دین اور اس کی شریعت کا علم رکھتے ہوں ۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنی کتاب کی حفاظت کی اسی طرح اپنے رسول کی سنت کی بھی حفاظت فرمائی ہے ۔ اس نے سنت مطہرہ کی حفاظت کے لئے علماء کی ایک ایسی جماعت تیار کی جس نے حدیثوں کو اپنے سینے میں محفوظ رکھا ۔ ان کو ایک دوسرے سے نقل کیا ۔ ان کا آپس میں مذاکرہ کیا ، اور صحیح حدیثوں کو غیر صحیح حدیثوں سے الگ کیا ۔ اس کے لئے انھوں نے زبردست کوششیں کیں حتیٰ کہ اسی میں اپنی عمریں گذار دیں اسی کوشش کا نتیجہ ہے کہ احادیث نبویہ کا مجموعہ آج بھی بالکل محفوظ اور کتابوں تحریری شکل میں موجود ہے ۔ اس میں سے کوئی بھی چیز ضائع نہ ہو سکی ۔

علماء کرام نے جن میں امام شافعی رحمہ اللہ سرفہرست ہیں اس بات کی صراحت کی ہے کہ اہل علم کے نزدیک تمام کی تمام حدیثیں موجود ہیں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی کے پاس زیادہ ہوں کسی کے پاس کم ، لیکن اگر تمام کا علم یکجا کیا جائے تو اس میں تمام حدیثیں مکمل طور پر آجائیں گی ۔ اور اگر ان میں سے ہر ایک کا علم الگ الگ کر دیا جائے تو ہو سکتا ہے کسی کے پاس کوئی حدیث نہ بھی ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جو حدیث اس کے پاس نہیں ہے وہ دوسروں کے پاس ضرور ہوگی [1]

ہم لوگوں کو اس نتیجہ پر مکمل یقین ہے لہٰذا ہمیں اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور فرائض و معاملات سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی حدیث قطعی طور پر ضائع نہیں ہوئی۔ آپ نے جو کچھ کیا یا کہا سب تحریری شکل میں یکجا موجود ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی سندیں مختلف اور اس کے مراتب جداگانہ ہیں۔

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں:

> اہل زبان اور اہل شریعت کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر وہ وحی جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ذکر ہے۔ لہٰذا تمام کی تمام وحی یقینی طور پر محفوظ ہے کیونکہ اللہ نے اس کی حفاظت کی ضمانت لی ہے اور جس چیز کی حفاظت کی ضمانت اللہ نے لی ہو اس کے خرد برد ہونے یا اس میں تحریف کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

پھر ابن حزمؒ نے ان لوگوں کی تردید کی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ آیت میں لفظ "ذکر" سے مراد صرف قرآن ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

> یہ دعویٰ جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔ "ذکر" کو قرآن کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ ذکر ایسا لفظ ہے جس کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہو خواہ وہ قرآن ہو یا سنت۔ سنت نبوی بھی وحی ہی ہے جس کے ذریعہ قرآن کی تشریح ہوتی ہے۔

---

[1] الرسالہ ص۴۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ۔ (النحل: ۴۴)	اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو ارشادات لوگوں کے لیے نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کردو ۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے قرآن کی تشریح کرنے پر مامور ہیں اور یہ معلوم ہے کہ قرآن مجید میں بہت سے احکام مجمل طور پر بیان کیے گئے ہیں. مثلاً نماز ، زکوٰۃ ، حج اور اس کے علاوہ بہت سے احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مجمل الفاظ میں مذکور ہونے کی وجہ سے ہماری سمجھ میں نہیں آسکتے کہ ان میں سے کون سی چیز کس طریقہ پر کرنا فرض ہے. یہ اسی وقت سمجھ میں آسکتا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی توضیح و تشریح فرمائیں لہٰذا آپ نے اس مجمل کی جو تشریح و توضیح کی اگر وہ غیر محفوظ ہوگی تو قرآن کے نصوص سے استفادہ باطل ہوکر رہ جائے گا اور قرآن میں جو بہت سے احکام فرض کیے گئے ہیں باطل قرار پائینگے ایسی صورت میں ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکے گا کہ ان نصوص سے اللہ کی صحیح مراد و منشا کیا ہے؟[1]

---

[1] الاحکام ۱/۱۲۱ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے شبہ کا جواب

یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کو قلمبند کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ آپ نے اس سے منع بھی کیا جیسا کہ بعض صحیح احادیث میں مروی ہے اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ حدیث قابل حجت نہیں ہے۔ کیونکہ بقول علماء اس وقت مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ جو صحابہ لکھنا جانتے تھے انھیں ان کی قلت کے پیش نظر پہلے قرآن کی تدوین و کتابت کی طرف متوجہ کر دیا جائے اگر وہ بیک وقت قرآن اور احادیث کو یاد کرتے تو اس بات کا اندیشہ تھا کہ دونوں آپس میں گڈمڈ ہو جاتے۔ آپ نے جو منع کیا تھا وہ دراصل اس بات سے منع کیا تھا کہ حدیث کو قرآن کی طرح باضابطہ نہ لکھا جائے لیکن اگر کوئی شخص اپنے لئے لکھنا چاہے تو لکھ سکتا تھا۔ عہد نبوی میں اس طرح لکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

حدیث کا حجت ہونا لکھنے پر موقوف نہیں جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث کی حجیت مقصود ہوتی تو آپ اس کو لکھنے کا حکم دیتے۔ حدیث کی حجیت بہت سی چیزوں سے ثابت ہو سکتی ہے۔ مثلاً حدیث متواتر ہو، یا اس کو عادل اور معتمد لوگوں نے روایت کیا ہو یا وہ تحریری شکل میں موجود ہو۔ خود قرآن مجید کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں محض ان ٹکڑوں پر اعتماد کر کے جمع نہیں کر لیا گیا جو تحریری شکل میں موجود تھے بلکہ اس کی تدوین باضابطہ طور پر اس وقت عمل میں آئی جب اس کی ہر آیت صحابہ کرام کی یادداشت سے متواتر ثابت ہو گئی یادداشت سے نقل کرنا صحت و درستی میں تحریر سے کچھ کم نہیں، خصوصاً عرب جیسی قوم سے جو قوت حافظہ کے لئے مشہور رہی ہے، اور جن سے اس سلسلہ میں حیرت انگیز واقعات منقول ہیں۔

ایک عرب کا حافظہ اتنا مضبوط ہوتا تھا کہ وہ ایک ہی نشست میں پورا کا پورا قصیدہ ازبر کر لیتا تھا۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ثابت ہے کہ انھوں نے ایک ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشست میں عمرو بن ربیعہ کا ایک مکمل قصیدہ یاد کر لیا تھا۔ کچھ عرب ایسے بھی تھے کہ ایک مجلس میں جو گفتگو ہوتی اس کو ہو بہو یاد رکھتے اور جب بیان کرتے تو ایک حرف میں بھی کمی نہ ہوتی۔[1]

ابن عساکر نے امام زہری کے متعلق بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ عبدالملک نے اہل مدینہ کو خط لکھا جس میں اس نے مدینہ والوں کو عبداللہ بن زبیر کے فتنہ کے متعلق ان کے موقف پر خوب سخت سست کہا۔ یہ خط دو صفحوں پر مشتمل تھا۔ اس کو مسجد میں لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔ سعید کو یہ جاننے کی خواہش ہوئی کہ اس میں کیا لکھا ہے، چنانچہ انھوں نے اس کے متعلق اپنے شاگردوں سے دریافت کیا۔ شاگردوں نے ان کو ایسے انداز میں بتایا کہ اس سے تسلی نہ ہو سکی۔ امام زہری نے سعید سے فرمایا کہ اے ابو محمد! کیا تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ خط میں کیا لکھا ہے؟ سعید نے کہا ہاں۔ چنانچہ زہری نے اپنے حافظے سے اس خط کو پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ پورا پڑھ ڈالا اس میں ایک حرف بھی کم نہ کیا۔[2]

امام شافعی اور دوسرے لوگوں کے متعلق بھی اسی طرح واقعات منقول ہیں۔ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیثیں نقل کرتے یا باہم مذاکرہ کرتے اس کا تمام تر دارومدار حافظہ پر ہوتا تھا۔ ہمیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ حافظہ پر بھروسہ کرنا طالب علم کے لئے کتاب پر بھروسہ کرنے سے کہیں زیادہ معاون و مفید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۔ الشبہہ کے مصنف نے کچھ لوگوں کے متعلق ذکر کیا کہ وہ علم کو سینہ کے بجائے سفینہ میں محفوظ رکھنے کو ناپسند سمجھتے تھے۔ تاکہ طالب علم کے اندر یہ عجیب ملکہ کمزور نہ پڑ جائے اور وہ محض کتاب پر تکیہ نہ کر بیٹھے۔

علم کو قلم بند کرنے کی کراہیت کے متعلق بعض صحابہ و تابعین کی رائے کو ذکر کرنے کے بعد حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں۔

---

[1] جامع بیان العلم ۶۹/۱

[2] تذکرۃ الحفاظ ۱/۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس باب میں ہم نے جن لوگوں کے اقوال ذکر کئے انھوں نے اس معاملہ میں عربوں کی روش اختیار کی ہے۔ کیونکہ یادداشت عربوں کی فطری اور ذاتی خصوصیت تھی۔ جو لوگ لکھنے کو معیوب سمجھتے تھے مثلاً ابن عباس، شعبی، ابن شہاب زہری، نخعی، قتادہ اور انہی کے ہم فطرت و ہم مسلک دوسرے لوگوں میں حافظہ کا ملکہ فطری طور پر موجود تھا۔ ان کے لئے بس کسی چیز کو سن لینا کافی تھا۔ کیا آپ نے ابن شہاب زہری کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ کہا کرتے تھے: جب میں بقیع سے گذرتا ہوں تو اپنے دونوں کان اس ڈر سے بند کر لیتا ہوں کہ کہیں ان میں کوئی بری بات نہ پڑ جائے۔ کیونکہ بخدا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی چیز میرے کان میں گئی ہو اور میں نے اسے بھلا دیا ہو۔ امام شعبی کے متعلق بھی ایسا ہی بیان کیا گیا ہے۔ یہ تمام لوگ عرب ہیں نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہم ان پڑھ قوم ہیں، ہم نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں [۱]

یہ بات مشہور ہے کہ عربوں کو خصوصی حافظہ ودیعت کیا گیا ہے۔ اس حافظہ کے ساتھ اگر احتیاط پسندی بھی شامل ہو مثلاً کسی نے اپنی کتاب میں ایسی حدیثیں مدون کی ہوں جن میں وہم اور غلطی کا امکان ہو اور وہ اس امکان کی وجہ سے احتیاطاً سب کو نذر آتش کر دے تو اس سے اس بات کی حقیقت سمجھ میں آسکتی ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے صحیفۂ احادیث کو جلا دیا تھا۔ اگر یہ واقعہ درست ہے تو ٹھیک ہے۔ لیکن علامہ ذہبی نے اس کے متعلق کہا ہے کہ یہ واقعہ صحیح نہیں ہے [۲] یہی بات حق ہے جس کو دل قبول کرتا ہے۔

---

[۱] جامع بیان العلم ۱/ ۶۵

[۲] تاریخ ابن عساکر امام زہری کی سوانح حیات میں (قلمی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی یہ بات کہ کچھ لوگ حدیث کے روایت کرنے سے کتراتے تھے تو یہ دین کے معاملہ میں ان کے شدید احتیاط کی دلیل ہے کہ وہ کہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات نہ کہہ دیں جس میں غلطی کا امکان ہو۔ جیساکہ زبیر نے اس بارے میں صاف صاف کہہ دیا ہے۔ لیکن جن لوگوں کا حافظہ تیز تھا انہوں نے روایت حدیث میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا جیسے ابن عباس، ابن مسعود، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دیکھئے انھیں یہ بات پسند نہیں تھی کہ ان سے حدیث لکھی جائے، انہوں نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا، کیا تمہیں معلوم ہے جو چیز میں نے تم سے بیان کی شاید وہ ویسی نہ ہو جیسی میں نے تم سے بیان کی ہو [1]

لہٰذا بعض صحابہ کا حدیث کو لکھنے یا روایت کرنے سے پرہیز کرنا صرف دین کے معاملہ میں احتیاط کے قبیل سے تھا۔ جبکہ اکثر صحابہ وتابعین کے متعلق متواتر روایات سے ثابت ہے کہ وہ حدیث کو لکھا کرتے تھے۔ یہ روایات معنوی تواتر کی اس حد کو پہونچی ہوئی ہیں کہ کسی طالب حق کو ان کے انکار یا ان میں شک کرنے کی گنجائش نہیں۔ اس سلسلہ میں وارد روایات کو اگر آپ مزید جاننا چاہتے ہیں تو علامہ ابن عبدالبر کی کتاب "جامع بیان العلم"[2] اور امام خطیب بغدادی کی کتاب "تقیید العلم" ملاحظہ فرمائیں۔

رہی یہ بات کہ حدیث کی تدوین بعد کے ادوار میں عمل میں آئی۔ لہٰذا اس کی صحت و درستی پر اعتماد نہیں رہا اور اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہے اور اللہ کے دین میں شک جائز نہیں تو ایسی بات وہی شخص کر سکتا ہے جسے علماء کرام کی ان کوششوں کا علم نہ ہو جو انہوں نے وضع حدیث یا تحریف وتبدیل کے تدارک وانسداد کی خاطر انجام دی ہیں۔ چونکہ دور صحابہ

---

[1] جامع بیان العلم

[2] ۱/۰۰ ـ ۷۷ • جامع بیان العلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لے کر پہلی صدی ہجری کے اختتام تک احادیث کو اکثر و بیشتر حافظہ سے اور بعض اوقات لکھ کر نقل کیا جاتا تھا اس لیئے ان کی حفاظت و صیانت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا، درمیان میں کہیں بھی انقطاع نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ وہ شک و شبہ کا شکار ہوئی ہوں۔ اور احادیث میں جو جھوٹ کی آمیزش کی گئی تو علماء کرام نے اس کا بھی انسداد و تدارک کیا اور اس کو اتنا واضح کر دیا کہ اب شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ حتیٰ کہ دل کو سنت مطہرہ کے بارے میں درجۂ یقین کی حد تک اطمینان ہو جاتا ہے۔

رہا یہ دعویٰ کہ دین کے احکام میں ظن جائز نہیں تو بہت سے متکلمین اور اہل اصول کی رائے میں اس کا تعلق دین کے ان اصول و مبادی سے ہے جن کا انکار کرنے والا یا ان میں شک کرنے والا کافر ہو جاتا ہے، جیسے اللہ کی وحدانیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، اور قرآن کی اللہ کی طرف نسبت پر یقین۔ اور اسی طرح اسلام کے ارکان مثلاً نماز، زکوٰۃ وغیرہ۔ لیکن فروعی احکام[1] کی بات ایسی نہیں، ان کے ظنی طور پر ثابت ہونے میں کوئی چیز مانع نہیں، بلکہ مخالفین خود یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ دین کے تمام احکام قطعی اور یقینی طریقہ سے ثابت ہیں ان احکام کے مقابلہ میں بہت کم ہیں جو اجتہاد کے ذریعہ قرآنی نصوص سے مستنبط کیے گئے ہیں۔ اس لیئے کہ قرآن میں عام و خاص، مطلق و مقید، مجمل و مفصل بھی ہے جس سے قرآنی نصوص کو قطعی و حتمی طور پر سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ علم اصول کی ایک مسلمہ حقیقت ہے ــــ بہتر ہوگا کہ ہم مخالفین کے سامنے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ الزامی جواب پیش کریں جو انھوں نے

---

[1] متکلمین کا یہ قول کہ اصول میں ظنی روایات ناقابل اعتبار ہیں اور فروع میں معتبر ہیں۔ باطل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب حدیثیں صحیح ہوں خواہ ان میں سے کچھ ظنی ہی کیوں نہ ہوں تو ان سے حجت پکڑنے میں اصول و فروع کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ ــ آئندہ صفحات میں ہم اس سلسلہ میں خاص فصل منعقد کریں گے اور اللہ تعالیٰ اور علماء محققین کے اقوال سے اس کو ثابت کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے وقت میں حجیت سنت کے ایک منکر کو دیا تھا اور وہ ہے گواہی پر عمل کرنا. گواہی کسی حکم کو ثابت کرنے کا ایک ظنی طریقہ ہے. اس میں گواہ کے جھوٹے اور سچے دونوں ہونے کا امکان ہے. کیا اس کے بعد بھی یہ کہنے کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ دین کے احکام کے اثبات کے لئے ظنی طریقہ صالح طریقہ نہیں؟

چوتھے شبہہ کا جواب

چوتھے شبہہ میں چند حدیثوں سے استدلال کیا گیا ہے. اب آپ تفصیل جواب سنئے.

پہلی حدیث کہ "میری طرف سے حدیثیں بکثرت روایت کی جائیں گی ...... الخ" اسکے متعلق امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

> اس کو خالد بن ابی کریمہ نے ابو جعفر سے روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں. خالد مجہول (نامعلوم) شخص ہے. اور ابو جعفر صحابی نہیں لہٰذا یہ حدیث منقطع ہوئی[1]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

> اس حدیث کو کسی بھی ایسے شخص نے روایت نہیں کیا جس سے کسی چھوٹے یا بڑے مسئلہ میں کوئی حدیث ثابت ہو، بلکہ یہ منقطع روایت ہے جو کسی نامعلوم شخص سے مروی ہے. ہم کسی بھی مسئلہ میں اس قسم کی روایت قبول نہیں کرتے.[2]

---

[1] مفتاح الجنۃ ص۱۵ [2] الرسالہ ص۲۲۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علامہ ابن حزم نے حسین بن عبداللہ جو بعض سندوں سے اس حدیث کے ایک راوی ہیں کے متعلق کہا :

حسین بن عبد اللہ غیر معتبر ہے اور اس پر بے دینی کا الزام ہے ۔ (الاحکام لابن حزم ۲/۷۶)

امام بیہقی نے یہ بھی فرمایا کہ :

حدیث کا قرآن سے موازنہ کرنے کے بارے میں جو حدیث مروی ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں ، اس کا باطل ہونا خود اسی سے ظاہر ہے کیونکہ قرآن مجید میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ حدیث کا قرآن سے موازنہ کیا جائے ۔ (مفتاح الجنۃ ص۹)

یہ گروہ قولی حدیث کا منکر ہے وہ اس کو حجت نہیں مانتا ، بلکہ فعلی حدیث کو حجت مانتا ہے اور کہتا ہے :

فعلی حدیث ، تواتر منقول ہے مثلاً نماز ، روزہ اور تمام عملی امور کی کیفیت کو نقل کیا گیا ہے ۔ اس کے برعکس قولی حدیث میں راوی کی طرف سے جھوٹ یا غلطی یا بھول ہو سکتی ہے یا یہ کہ وہ دینی یا سیاسی مقاصد کے تحت یا دین میں بگاڑ پیدا کرنے کے مقصد سے حدیث کو گھڑ بھی سکتا ہے ، لہٰذا جس حدیث کی یہ کیفیت ہو ہم اس کو قبول نہیں کر سکتے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ :

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث کا اطلاق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل قول ، اور تقریرات (یعنی وہ احکام جن کے بارے میں آپ نے خاموشی اختیار کی ہو) تمام پر ہوتا ہے صحابہ کے زمانہ سے لے کر آج تک کسی بھی عالم نے قولی اور فعلی حدیث میں تفریق نہیں کی ۔ عالم سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری مراد وہ علماء ہیں جن کو معتبر مسالک میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ سب بے راہ رو، بدعتی، اور ملحد علماء تو ان کا شمار ایسے علماء میں نہیں ہوتا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ خدا آپ پر رحم کرے۔ کہ جو شخص حدیث نبوی کے حجت ہونے کا انکار کرتا ہے خواہ وہ حدیث اصول حدیث کی معروف شرطوں کے مطابق قولی ہو یا فعلی، ایسا شخص کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس کا حشر یہود و نصاریٰ کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ جس کافر گروہ کے ساتھ چاہے گا ہوگا۔

ایک دن امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک حدیث بیان کی اور فرمایا کہ یہ صحیح حدیث ہے۔ اس پر ایک شخص کہنے لگا، اے ابو عبداللہ! کیا یہ آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں؟ یہ سن کر امام شافعی بھڑک اٹھے اور فرمایا: کیا تو نے مجھے نصرانی سمجھا ہے؟ کیا تو نے مجھے کسی کلیسا سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے؟ کیا تو نے میری کمر میں زنار بندھا دیکھا ہے؟ میں یہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہا ہوں اپنی طرف سے نہیں۔

اس فاسد رائے کی پشت پر ان ملحدین اور غلو پسند روافض کا نظریہ کار فرما ہے جو حجیت حدیث کے منکر ہیں اور صرف قرآن مجید کو کافی سمجھتے ہیں۔ اس میں ان کے مختلف مقاصد پوشیدہ ہیں۔[1]

میں نے جو بات کہی اس کے صحیح ہونے کے دلائل یہ ہیں،

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا،

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا

---

[1] ماخوذ از ۔ مفتاح الجنۃ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَحْیٌ یُّوْحٰی . (النجم)

اس آیت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو بات بولتے ہیں وہ بالکل حق ہوتی ہے اس میں کسی ذہنی میلان یا خواہش کی آمیزش نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اسی وحی کے حصار میں محدود ہوتی ہے جس کو جبرئیل امین آپ کے پاس لے کر آتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی (النجم : ۵) ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا۔

علماء کہتے ہیں کہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) پہلی قسم وہ ہے جس کا لفظ اور معنی دونوں آپ پر وحی کیا گیا ہے۔ اس سے مراد قرآن مجید ہے۔

(ب) دوسری قسم وہ ہے جس کے صرف معانی وحی کئے گئے ہیں الفاظ نہیں۔ اس سے مراد سنت مطہرہ یعنی احادیث ہیں۔

(۲) جن صحابہ کرام نے ہم تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال منتقل کئے ہیں انہی نے آپ کے اقوال کو بھی نقل کیا ہے لہٰذا اگر ان سے بحیثیت راوی اقوال نقل کرنے میں غلطی ممکن ہے تو افعال کو نقل کرنے میں بھی ان سے غلطی ہو سکتی ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر : ۷) جو چیز تم کو پیغمبر دیں لے لو۔ اور جس چیز سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔

یہ آیت ان تمام چیزوں کو شامل ہے جو ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی ہیں خواہ وہ آپ کا قول ہو یا عمل یا تقریری حکم۔ آپ کی ذمہ داری یہ تھی کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیز نازل ہوتی اس کی تشریح کرتے اور قرآن کے مجمل احکام کی تفصیل بیان کرتے۔ کبھی آپ نئے احکام بھی بیان کرتے تھے، مثلاً پالتو گدھوں کے گوشت کی حرمت، ناخون اور دانت والے حیوان کی حرمت عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک ساتھ زوجیت میں رکھنا، جدّہ کو وراثت سے چھٹا حصہ دینا وغیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن آپ جو نئے احکام بیان فرماتے تھے وہ وحی کے دائرے سے باہر نہیں ہوا کرتے تھے

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا ۔

- تم میں جو حاضر ہیں وہ غیر حاضر لوگوں کو پہنچا دیں ۔

پہنچانے میں قول اور فعل دونوں شامل ہیں ۔

صحیح بخاری کی روایت ہے (اور اس کا شمار متواتر روایات میں ہوتا ہے) کہ ؛

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میرا قول ۔ سنا اور اس کو یاد کیا اور جیسا سنا بالکل ویسا ہی پہنچا دیا جس شخص کو بات پہنچائی جا رہی ہے کبھی وہ اس شخص سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے جو مجھ سے سن کر پہنچا رہا ہے ۔

اگر یہاں یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ دونوں حدیثیں قولی ہیں اور ہم قولی حدیث کو نہیں مانتے ؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ؛

(۱) دوسرے نمبر کی حدیث بتواتر ثابت ہے ۔ اور آپ تواتر کو تسلیم کرتے ہیں ۔ لہٰذا آپ پر اس حدیث سے حجت قائم ہو گئی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا کہ لوگوں تک آپ کا ٭ قول ٭ پہنچایا جائے ۔

(۲) آپ لوگوں نے احادیث کے انکار اور تردید میں بزعم خویش حدیث سے استدلال کیا ہے حالانکہ وہ حدیث نہیں ۔ آپ کی مزعومہ حدیث کی نص یہ ہے ؛

خالد بن ابو کریمہ نے ابو جعفر سے روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو بلایا اور ان سے کچھ سوالات کئے یہود آپ کی بات کا جواب دینے لگے یہاں تک کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں دروغ گوئی سے کام لیا، چنانچہ آپ منبر پر کھڑے
ہوئے اور لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا:
میری طرف سے حدیثیں بکثرت روایت کی جائیں گی لہٰذا تمہارے
پاس جو حدیث قرآن کے موافق پہنچے وہ میری ہے اور جو قرآن
کے مخالف ہو وہ میری نہیں۔

آپ نے اس قول - حدیث سے استدلال کیا ہے جبکہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ خالد ایک نامعلوم شخص ہے۔ اور ابو جعفر صحابی نہیں۔ لہٰذا حدیث منقطع ہوئی۔

آپ نے دوسری حدیث ذکر کی ہے جو آپ کے خیال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ وہ یہ کہ:

تمہارے پاس میری طرف سے جو حدیث پہونچے اس کا
کتاب اللہ سے موازنہ کرو اگر وہ قرآن کے موافق ہے تو میری
ہے اور مخالف ہے تو میری نہیں۔

یہاں بھی آپ نے انکار حدیث کے بارے میں - حدیث قولی - ہی سے استدلال کیا ہے حالانکہ یہ معلوم ہے کہ اس حدیث کی روایت کسی بھی ایسے شخص نے نہیں کی جس سے تمام ناقدین حدیث سے یہ ثابت ہو کہ اس نے کسی بھی چھوٹے یا بڑے مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث روایت کی ہے۔ لہٰذا یہ منقطع روایت ہے جو کسی نامعلوم شخص سے مروی ہے

اور آپ نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے

سعید مقبری سے روایت ہے وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تمہارے سامنے میری کوئی ایسی حدیث بیان کی جائے
جو تمہارے نزدیک معروف ہو منکر نہ ہو تو اس کی تصدیق کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ اسے میں نے کہا ہو یا نہ کہا ہو، کیونکہ میں وہی بات کہتا ہوں جو معروف ہو منکر نہ ہو۔ اور اگر تمہارے سامنے میری کوئی ایسی حدیث بیان کی جائے جو تمہارے نزدیک منکر ہو معروف نہ ہو تو اس کی تصدیق نہ کرو خواہ اسے میں نے کہا ہو یا نہ کہا ہو کیونکہ میں ایسی بات نہیں کہتا جو منکر ہو معروف نہ ہو۔

یہ تمام حدیثیں جن سے آپ نے استدلال کیا ہے قولی ہیں۔ اور ذرہ برابر صحیح نہیں۔ آخری حدیث تو صاف طور پر من گھڑت ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی تصدیق کرنے کا حکم کس طرح دے سکتے ہیں جس کو آپ نے کہا ہی نہ ہو؟ جبکہ آپ ہی نے یہ بھی فرمایا ہے۔

جو شخص دانستہ طور پر مجھ پر جھوٹ باندھے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہئے۔

آپ نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حدیث کا قرآن سے موازنہ کر کے دیکھا جائے، جو حدیث قرآن کے موافق ہو اسے قبول کیا جائے اور جو موافق نہ ہو اسے مسترد کر دیا جائے۔ یہ حدیث بالکل باطل ہے جس کو زندیقوں اور ملحدوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور وہ بجائے خود اپنے باطل ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ حدیث کا قرآن سے موازنہ کرنے کی بات قرآن مجید میں کہیں نہیں کی گئی ہے۔

ہم نے جو یہ کہا کہ یہ حدیث بجائے خود اپنے باطل ہونے کی دلیل ہے وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ۷)

جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس چیز سے منع کریں (اس سے) باز آجاؤ

اور فرمایا!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور : ۶۳)

جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔

(۵) حدیث شریف میں آیا ہے :

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جن کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے، وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے یہ دونوں اس وقت تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے جب تک وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ آ جائیں۔

(بروایت مستدرک حاکم)

اور حاکم نے اپنی سند سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا !

لوگو ! میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جن کو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔

اب تک میری گفتگو پہلے سوال یعنی حدیث نبوی پر عمل درآمد اور منکرین حدیث کے شکوک و شبہات کے ابطال کے متعلق تھی۔ اب یہاں سے دوسرے سوال یعنی - تقلید اور کسی مخصوص مسلک کی پابندی کا کیا حکم ہے ؟ ۔ اس کے متعلق جواب دیا جائے گا۔ قبل اس کے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کے حکم کے متعلق جواب دیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہؒ کے حالات زندگی کا مختصر سا تذکرہ کر دیا جائے، پھر تقلید کا کیا حکم ہے اس کا جواب دیا جائے گا۔ قارئین کی خدمت میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے حالات زندگی اور ان کے مناقب پیش کئے جاتے ہیں ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل

ائمہ اربعہ کے حالات زندگی

سب سے پہلے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے. کیونکہ وہ پیدائش اور وفات کے لحاظ سے تمام ائمہ کے پیش رو ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نعمان بن ثابت بن زوطی فارسی ہے. مشہور قول کے مطابق آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں کوفہ میں ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ۶۱ھ میں ہوئی۔ اس وقت صحابہ کی ایک جماعت بقید حیات تھی۔

آپ کی نشو ونما کوفہ میں ہوئی. چونکہ آپ کی پرورش کے زمانہ میں آپ کو کوئی ایسی شخصیت نہ مل سکی جو اس زمانہ میں موجود صحابہ سے حصول کی طرف رہنمائی کرتی اس لئے آپ نے خرید وفروخت کو اپنا مشغلہ بنایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے امام شعبی رحمہ اللہ کو کھڑا کر دیا۔ چنانچہ امام شعبی نے آپ کو علم میں دسترس حاصل کرنے اور علماء کی مصاحبت اختیار کرنے کا شوق دلایا۔ امام موصوف کے بہت سے اساتذہ ہیں. جنمیں مشہور ترین استاذ حماد بن ابی سلیمان ہیں۔

علماء کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے تفقہ حاصل کیا۔ ان میں سے چند یہ ہیں: زفر بن ہذیل قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن، آپ کے بیٹے حماد بن ابو حنیفہ، نوح بن ابو مریم، ابو مطیع بلخی اور حسن بن زیاد لؤلوی۔ — امام ذہبی کا بیان ہے کہ آپ سے محدثین اور فقہاء کی اتنی بڑی تعداد نے روایت کیا ہے جن کو شمار کرنا مشکل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق وعادات

امام ذہبی کہتے ہیں :

حسین بن اسمٰعیل بن مجالد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا : میں ہارون رشید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک امام ابو یوسف تشریف لائے۔ ہارون رشید نے ان سے کہا : میرے سامنے ابو حنیفہؒ کے اخلاق بیان کرو۔ ابو یوسف نے فرمایا : بخدا وہ اللہ کی حرمتوں کی سخت مدافعت کرنے والے، زیادہ خاموش رہنے والے، دنیاداروں سے دور رہنے والے، ہمیشہ غور وفکر کرنے والے تھے۔ وہ نہ بدکلام تھے نہ بسیار گو، ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اور ان کو اس کے بارے میں علم ہوتا تو اس کا جواب دیتے۔

امیر المومنین! میں ان کے بارے میں یہی جانتا ہوں کہ وہ اپنے نفس اور اپنے دین کی حفاظت کرنے والے تھے دوسروں کے بجائے اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول رہتے۔ اور جب کسی کا تذکرہ کرتے تو اچھائی کے ساتھ۔

یہ سن کر ہارون رشید نے کہا : نیک لوگوں کے اخلاق ایسے ہی ہوتے ہیں۔

حسن بن صالح بن حی کہتے ہیں کہ،

ابو حنیفہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے انھیں اس بات کا بہت خوف تھا کہ کسی حرام چیز کو حلال کہیں

یزید بن ہارون کہتے ہیں :

میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ کسی کو بردبار نہیں دیکھا وہ صاحب فضل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متدین، اور زبان کی حفاظت کرنے والے تھے، اسی کام سے مطلب رکھتے جو مفید ہو۔

اس کے علاوہ اور دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ ایک شخص نے امام موصوف کو سب و شتم کیا اور زبان درازی کرتے ہوئے کہنے لگا: اے زندیق! امام موصوف نے جواب دیا، اللہ تجھے معاف کرے، تو میرے متعلق جو بات کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ میرے بارے میں اس کے خلاف ہی جانتا ہے۔

ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقاہت پر ائمہ کی گواہی

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

لوگ فقاہت میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے محتاج ہیں۔

اور اعمش سے منقول ہے کہ ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا،

اس مسئلہ کا جواب بہتر طور پر نعمان بن ثابت ہی دے سکتے ہیں۔

جب اعمش سے پیچیدہ مسائل پوچھے جاتے تو وہ لوگوں کو ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیتے۔

عبداللہ بن مبارک سے منقول ہے وہ کہتے ہیں،

اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو ابوحنیفہ اور سفیان سے نہ ملاتا تو میں بدعتی ہوتا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا، ہاں! میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا ہے جو اگر تم سے یہ کہدے کہ وہ اس ستون کو سونا ثابت کردے گا تو حقیقت میں وہ اس کو دلیل سے ثابت کردے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ امام موصوف ان بلند پایہ ائمہ میں سے تھے جن کو عبادت، تقویٰ، زہد، تدین فقہ اور تمام علوم میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ آپ کی حیثیت چراغ کی سی تھی جس سے رہنمائی حاصل کرنے والے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ آپ کی پختگی عقل، اصابت رائے، دقت فکر ونظر اور غیر معمولی ذہانت پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔ علماء نے آپ کی اور آپ کے تفقہ کی بہت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدح سرائی کی اور آپ کے مناقب میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔

امام موصوف کے مسلک کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اکثر بیشتر صحیح ترین رائے پر عمل کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عراق میں صحیح حدیثوں کے راویوں کی قلت تھی۔

وفات :

آپ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ ماہ رجب میں ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ شعبان میں۔ واللہ أعلم۔

آپ کے علمی نقوش و آثار میں حدیث پر ایک چھوٹی سی "مسند" اور عقائد میں "فقہ اکبر" قابل ذکر ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا پورا نام مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر بن عمرو اصبحی مدنی ہے۔

پیدائش

پیدائش سنہ ۹۳ھ میں ہوئی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ۹۰ھ میں ہوئی

اساتذہ

امام مالک کی نشو ونما اموی سلطنت کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ مدینہ میں علماء کی بہتات تھی لہٰذا آپ وہاں کے علماء سے علم حاصل کرنے لگے اور لوگوں کی ایک عظیم تعداد کو دیکھا کہ وہ وہاں کے علوم ومعارف سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

ایسے علمی ماحول میں آپ کی بحیثیت بچے اور ایک جید حافظ اور نیکوکار متقی کے پرورش ہوئی آپ نے تقریباً سو عظیم علماء سے علم حاصل کیا۔

جن مشہور اور نمایاں ترین علماء سے آپ نے علم حاصل کیا وہ یہ ہیں:

نافع مولیٰ ابن عمر، اور محمد بن شہاب زہری رضی اللہ عنہما۔ اور قیاس ورائے میں تفقہ ربیعہ بن عبد الرحمٰن سے حاصل کیا۔ جن کا لقب ربیعۃ الرای ہے۔

آپ نے جو قیاس سیکھا تھا وہ بالکل نرا قیاس نہ تھا بلکہ اس کی بنیاد یہ تھی کہ مختلف نصوص اور مصالح عامہ کے درمیان موافقت پیدا کی جائے۔

جب امام مالک نے اقوال وآثار اور فتویٰ نویسی کی تعلیم مکمل کرلی اور ستر اہل علم نے آپ کے متعلق یہ گواہی دیدی کہ آپ اس کے اہل ہیں تو آپ نے مسجد نبوی میں درس وتدریس اور افتاء کی مجلس قائم کی۔ لوگ مشرق ومغرب سے آپ کے پاس آئے اور آپ کے چشمۂ علوم وفنون سے سیراب ہونے لگے۔ فتویٰ کے معاملہ میں صرف آپ ہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا حتیٰ کہ یہ کہا جاتا کہ مالک کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ میں ہوں اور کوئی فتویٰ دے ایسا نہیں ہوسکتا۔

آپ سنجیدہ، بردبار اور زیادہ گوئی سے پرہیز کرنے والے تھے۔ آپ کے اندر حد درجہ زہد و تقویٰ اور عبادت و پارسائی تھی۔

آپ اسی وقت مسند تدریس پر بیٹھتے جب بالکل پاک وصاف اور اچھی ہیئت میں ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا لحاظ کر کے آپ مدینہ میں ننگے پاؤں پیدل چلتے تھے کسی گدھے یا خچر پر سوار نہ ہوتے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن آپ کرسی پر بیٹھے حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اس دوران بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنک مارا لیکن اس کے باوجود درس حدیث اس وقت تک بند نہیں کیا جب تک کہ حدیث پوری نہ ہوگئی۔

آپ کو یہ بات ناپسند تھی کہ راستہ میں یا کھڑے ہوکر یا جلدی میں کوئی حدیث بیان کریں۔ آپ کہتے تھے میں یہ خوب سمجھتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا بیان کر رہا ہوں۔

امام مالک کی علمیت کی تعریف علماء کی زبانی

عبد الرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں،

حدیث کے امام جن کی پیروی کی جاسکتی ہے چار ہیں،
کوفہ میں سفیان، حجاز میں مالک، شام میں اوزاعی اور بصرہ
میں حماد بن زید۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

اگر تمہارے پاس امام مالک کی طرف سے کوئی اثر پہنچے
تو اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور جب علماء کا تذکرہ کیا جائے تو
مالک کی حیثیت ستارے کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک اہل علم کے سرداروں میں سے ایک سردار ہیں ۔
وہ فقہ اور حدیث کے امام ہیں ۔ مالک کی طرح سلف کے آثار
کی عقل و ادب کے ساتھ اتباع کرنے والا کون ہے ؟

امام موصوف کے مسلک کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آپ اہل مدینہ کے عمل، مصالح مرسلہ[1] اور سد ذرائع[2] پر عمل کرتے ہیں ۔ اس عظیم امام کی خوبیاں اتنی ہیں جو حیطۂ تحریر میں نہیں آسکتیں ۔

وفات :

آپ ۱۷۹ھ میں اپنے رب سے جا ملے ۔ آپ کے علمی نقوش میں "الموطا" اور "المدونہ" قابل ذکر ہیں ۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے منصۂ شہود پر آنے سے پہلے کہا جاتا تھا کہ اللہ کی کتاب کے بعد سب سے صحیح کتاب موطا ہے ۔

---

[1] مصالح مرسلہ : ہر وہ منفعت جو شارع کے مقاصد اور تصرفات کے مطابق ہو ۔ جس کے اعتبار یا عدم اعتبار کی کوئی متعین اصل نہیں ۔ جیسے عقد استصناع کہ کسی شخص سے ایسی چیز بنانے کا معاہدہ کیا جائے جو اس معاہدہ کے وقت موجود نہ ہو ۔ جو چیز معاہدہ میں شامل ہے وہ تصرفات شارع میں داخل ہے کیونکہ معاہدوں کی صحت اس وقت معتبر ہے جو کسی ایسی چیز سے متعلق ہو جس کی صنعت کا علم ہو اور وہ چیز بنا کر دی جا سکے ۔ استصناع یہ ہے کہ غیر موجود چیز بنانے کے لئے کہا ۔ اس میں منافع و مصالح ظاہر ہیں ۔ اور اس کی مخالفت سے لوگ بہت سے فوائد سے محروم ہو جائیں گے ۔ اس لئے شارع نے اس کا اعتبار کیا ہے ۔ اسی طرح لین دین کے معاہدوں کی ضرورت اور اس کے مصالح بھی معلوم ہیں ۔ اس لئے بعض علماء نے اس میں ایجاب و قبول کی شرط بھی نہیں رکھی ہے ۔ (عبدالسلام ۔ ماخوذ از "ادب الاختلاف فی الاسلام")

[2] سد ذرائع : لغت میں ذریعہ ایسے وسیلہ کو کہتے ہیں جس سے کسی دوسری چیز تک پہنچا جائے خواہ وہ حسی ہو یا معنوی ، خیر ہو یا شر ۔ اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں جو ایسی ممنوع چیز تک پہنچائے جس میں فساد اور برائی پائی جائے ۔ جیسے اجنبی عورت کو دیکھنا جو زنا کا ذریعہ ہے ۔ اس لئے ایسی نظر کی حرمت کو سد ذریعہ سمجھا جائے گا ۔ (عبدالسلام ۔ ماخوذ از ادب الاختلاف فی الاسلام)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف القرشی المطلبی ہے ۔ رسول اکرم کے ساتھ آپ کا سلسلۂ نسب عبد مناف میں جا کر مل جاتا ہے ۔

پیدائش

پیدائش ۱۵۰ھ میں شام کے شہر غزہ میں ہوئی ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ عسقلان میں ہوئی ۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ قریش سے تھیں ۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ قبیلۂ ازد سے تعلق رکھتی تھیں

آپ علم دوست کی حیثیت سے پروان چڑھے ۔ آپ کے اندر غیر معمولی ذہانت اور عظمت کی بلندیں تک پہنچنے کی بے پناہ خواہش تھی ۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا ۔ پھر احادیث نبوی کو حفظ کرنے کی طرف متوجہ ہوئے ۔ قرآن اور حدیث کے حفظ کے ساتھ ساتھ آپ کو عربی زبان سیکھنے کی بھی خواہش تھی ، چنانچہ صحرا میں نکل پڑے اور قبیلۂ ہذیل کا ساتھ اختیار کر کے اس قبیلہ کی زبان سیکھنے اور اس کا مزاج اپنانے لگے ۔

ایک لمبی مدت تک صحرا میں مقیم رہے ۔ اور شعر و ادب میں اتنا کمال پیدا کیا کہ کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا ۔ حتی کہ اصمعی جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے آپ سے قبیلۂ ہذیل کے اشعار پڑھے ۔

اساتذہ

امام شافعی نے فقہ و حدیث ایسے اساتذہ سے حاصل کی جن کے علاقے بھی ایک دوسرے سے دور تھے اور منہج بھی ایک دوسرے سے مختلف ۔ آپ نے مکہ کے شیوخ مثلاً مسلم بن خالد سفیان بن عیینہ ، اور سعید بن سالم سے تعلیم حاصل کی ۔

اسی طرح مدینہ کے شیوخ مثلاً مالک بن انس ، ابراہیم بن سعد انصاری اور عبدالعزیز بن محمد الدراوردی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی کسب فیض کیا ۔

اور یمن کے شیوخ میں سے مطرب بن مازن، صنعاء کے قاضی ہاشم بن یوسف اور عمر بن ابی سلم ہیں ۔ اور عراق کے اساتذہ میں سے وکیع بن جراح ، اور ابو اسامہ حماد بن اسامہ ہیں۔ آپ نے محمد بن حسن رح سے ان کی کتابیں پڑھیں، ان سے متعدد حدیثیں روایت کیں ۔ اور انہی سے اہل عراق کی فقہ بھی سیکھی ۔

امام شافعی فقہ اور حدیث میں اتنے بلند وبالا مقام پر فائز تھے کہ مسلم بن خالد زنگی نے آپکو فتویٰ دینے کی اجازت دیدی ۔

آپ کو فقہ وروایت کا اتنا علم حاصل تھا جتنا کسی کو نہ تھا ۔ آپ اہل مکہ ، اہل مدینہ ، اہل یمن اہل عراق ، اور اہل مصر تمام کی فقہ کے جامع تھے ۔ آپ کو ان لوگوں کے تمام اقوال ، آراء اور دلائل کا علم تھا ۔ تحقیق وتفتیش کے بعد آپ نے اپنا نیا مسلک برپا کیا جو فقہ وحدیث اور دلیل وتوجیہ کا جامع ہے ۔

امام شافعیؒ کی علمیت کی تعریف ائمہ کی زبانی

امام شافعیؒ کے اساتذہ معاصرین اور وہ تمام شاگرد جنہوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام علماء کے درمیان آپ کی حیثیت ایک بلند پایہ عالم کی تھی جس کے غبار راہ اور خاکِ پا کو بھی نہیں پہنچا جا سکتا ہے ۔

علم اصول کے متعلق آپ کی تصنیف " الرسالۃ " پڑھنے کے بعد امام عبدالرحمٰن بن مہدی بول پڑے کہ یہ صاحب فہم شخص کا کلام ہے ۔

امام داود بن علی الظاہری کہتے ہیں ۔

شافعی کو جتنے فضائل حاصل ہیں کسی دوسرے کو حاصل
نہیں ، آپ کا حسب نسب بلند ، دین وعقیدہ درست
اور دل بہت سخی ہے ۔ آپ صحیح وسقیم اور ناسخ ومنسوخ حدیثوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ماہر، قرآن وحدیث اور سیرت خلفاء کے حافظ اور بہترین
مصنف ہیں ۔

ابو عبید قاسم بن سلام کہتے ہیں !
میں نے شافعی سے کامل ترین شخص کو نہیں دیکھا ۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ،
مجھے ناسخ ومنسوخ حدیثوں سے واقفیت اس وقت ہوئی
جب میں نے شافعی کی ہم نشینی اختیار کی ۔

خلاصہ یہ کہ حدیث، فقہ، اصول، لغت، نحو، ادب تمام علوم کے ماہرین امام شافعیؒ کی امامت وعظمت، امانت وعدالت، زہد وتقویٰ، عفت وپاکدامنی، حسن سیرت وسخاوت اور پختگی عقل پر متفق ہیں۔ آپ کے صاحب فضیلت اور صاحب علم ومعرفت ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے۔ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے علم اصول پر قلم اٹھایا اور اس فن پر اپنی مشہور کتاب "الرسالہ" تصنیف کی، آپ کے مناقب وفضائل پر بہت سے لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں ۔

وفات

آپ کی وفات ۵۴ سال کی عمر میں، بروز جمعہ ۲۰۴ھ میں ہوئی ۔ اسی دن بعد نماز عصر القرافۃ الصغریٰ میں تدفین عمل آئی ۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ ۔

علمی کارنامے

آپ کے علمی کارناموں میں شہرۂ آفاق تصنیف "کتاب الام" اور حدیث میں ایک چھوٹی سی مسند اور علم اصول فقہ میں "الرسالہ" قابل ذکر ہیں۔ آپ کے نام سے ایک شعری دیوان بھی منسوب ہے آپ قادر الکلام شاعر تھے لیکن دیوان میں جو کلام موجود ہے اس کو مکمل طور پر آپ کی طرف منسوب کرنا ہماری نظر میں صحیح نہیں ۔

حدیث پر عمل اور زیادہ تر قیاس کو حجت ماننا آپ کے مسلک کی امتیازی خصوصیت ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا پورا نام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب معد بن عدنان شیبانی مروزی الاصل تک پہنچتا ہے۔ ابن خلکان کہتے ہیں آپ کے نسب کے بارے میں یہی بات صحیح ہے۔ آپ کی پیدائش ربیع الاول ۱۶۴ھ میں بغداد میں ہوئی۔

نشوونما

امام موصوف کی نشوونما بغداد میں ہوئی اور وہیں پر آپ نے اپنی ابتدائی تربیت حاصل کی۔ جب حفظ قرآن اور علم لغت سے فراغت حاصل کر لی تو منصب دیوانی کی طرف توجہ کی تا کہ تحریر وانشاء پردازی کی مشق کریں۔

قاضی ابو یوسف سے اہل عراق کی کچھ فقہ حاصل کرنے کے بعد محدثین اور ان کے مسلک کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ ۱۷۹ھ میں حدیث پڑھنا شروع کیا اور ۱۸۶ھ تک مسلسل بغداد کے محدثین کے علمی چشموں سے سیراب ہوتے رہے۔ پھر بصرہ کا سفر کیا۔ اس کے اگلے سال حجاز کے لئے رخت سفر باندھا۔ اس کے بعد طلب حدیث کے لئے حجاز، یمن اور دوسرے ملکوں کا مسلسل سفر کرتے رہے۔ اپنی مردانگی مکمل ہو جانے کے بعد بھی تلاش علم کے لئے آپ کا سفر جاری رہا۔ جب علم پختہ ہو چکا تو فقہ، حدیث اور دوسرے علوم عربیہ میں ایک عظیم امام شمار کئے جانے لگے۔ آپ نے مختلف فرقوں مثلاً خوارج، شیعہ، جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ کے افکار ونظریات سے بھی واقفیت حاصل کی۔ جب حدیث، تفسیر، فقہ اور تمام علوم عربیہ سے تشنگی بجھ چکی تو مسند حدیث وافتاء پر جلوہ افروز ہوئے۔

تمام ائمہ آپ کی عظمت، امامت، علمی رسوخ، اور سنت مطہرہ کی پیروی کرنے کے بارے میں متفق ہیں۔ آپ سنت کے اتنے عاشق تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کیا وہی کرتے۔ جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا وہ نہ کرتے ۔

آپ خلیفہ مامون کے فتنہ سے بھی دوچار ہوئے ۔ وہ اپنے قاضی احمد بن ابوداود اور دوسرے معتزلی بھائیوں کو درغلا کر آپ سے یہ کہلوانا چاہتا تھا کہ قرآن مخلوق ہے ۔ پھر مامون کا انتقال ہوگیا اس کے بعد معتصم نے آپ کو پریشان کرنا اور کوڑوں سے مارنا پیٹنا شروع کیا ۔ لیکن آپ یہ تکلیفیں صبر اور ثواب کی نیت سے برداشت کرتے اور کہتے کہ میرے اور تم لوگوں کے درمیان اللہ کی کتاب فیصل ہے ۔ آپ دو سال چند ماہ تک قید خانہ میں بند رہے ۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اس مصیبت سے نجات دی اور دشمنوں کو ذلیل کیا ۔

امام احمد اپنے دور کے ممتاز حفاظ حدیث میں شمار کیے جاتے تھے ۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو ہزار ہا حدیثیں زبانی یاد تھیں ۔ کسی شاعر نے آپ کی مدح میں کہا ہے :

حوى الف الف من احاديث اسندت
واثبتها حفظا بقلب محصل
اجاب على ستين الف قضية
باخبرنا لا عن صحائف نقل

(آپ کی کتاب میں ہزار ہا مسند حدیثیں شامل ہیں جن کو آپ نے اپنے حافظہ سے نقل کیا ہے ۔ آپ نے ساٹھ ہزار مسائل کا جواب لفظ " اخبرنا " یعنی مرفوع روایتوں سے دیا ہے نہ کہ نقل کرنے والوں کے صحیفوں سے)

یہ عظیم منقبت ہے ۔ ہم نہیں جانتے کہ ائمہ میں کوئی اور بھی اس سے متصف ہے ۔ بہت سے ائمہ سے اس کے عشر عشیر مسائل دریافت کیے گئے لیکن انہوں نے اکثر مسائل کے جواب میں خاموشی اختیار کی ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کی زبانی آپ کی تعریف

یحیٰ بن معین کہتے ہیں،

لوگ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم احمد کی طرح ہو جائیں قسم خدا کی ہم اس چیز پر قدرت نہیں رکھتے جس پر احمد کو قدرت حاصل ہے اور نہ ہم ان کے طریقہ کو اپنانے پر قادر ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب میں بغداد سے نکلا تو وہاں احمد سے زیادہ تقویٰ شعار اور کوئی فقیہ نہ تھا۔

کسی کا قول ہے۔

دین کو دو آدمیوں سے تائید و مدد پہونچی، ارتداد کے وقت ابوبکرؓ سے، اور فتنۂ خلق قرآن کے وقت احمد بن حنبل سے۔

کسی شاعر نے کہا،

اضحی ابن حنبل حجة مبرورة
وبحب احمد یعرف المتنسك
واذا رأیت لاحمد متنقصا
فاعلم بان ستوره ستهتك

(یعنی احمد بن حنبل معتبر حجت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی محبت کے ذریعہ کسی زاہد کو پہچانا جاتا ہے۔ اگر تم کسی کو احمد بن حنبل کی تنقیص کرتا دیکھو تو سمجھو کہ ایک دن اس کا بھی دامن آبرو تار تار ہونے والا ہے۔)

امام احمد سے اکابر علماء کی ایک بڑی جماعت نے علم حاصل کیا۔ جن میں محمد بن اسماعیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(امام بخاری) اور مسلم بن حجاج نیساپوری (امام مسلم) بھی ہیں۔ آپ کے آخری دور میں علم اور زہد و تقویٰ میں آپ کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

وفات

بروز جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو بغداد میں وفات ہوئی اور "باب حرب" قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

ابن خلکان کہتے ہیں آپ کے جنازے میں شرکت کرنے والوں کا تخمینہ لگایا گیا تو ان میں ۸ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ امام احمد کی وفات کے دن بیس ہزار عیسائی، یہودی، اور مجوسی مسلمان ہوئے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

علمی کارنامے

آپ کے علمی کارناموں میں مسند احمد بن حنبل ہے جو حدیث کی عظیم ترین کتاب ہے۔ اسی طرح "الرد علی الجہمیہ" اور "کتاب الزہد" بھی آپ کے علمی شاہکار ہیں[1]

آپ کے مسلک کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آپ حدیث اور اقوال صحابہ سے دوسروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ استدلال کرتے ہیں۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مختصر حالات زندگی بیان کرنے کے بعد اب اللہ سے صواب و درستی کی امید کے ساتھ دوسرے سوال کا جواب دیا جاتا ہے۔

---

[1] ختم شد ماخوذ از کتاب "السنۃ و مکانتہا فی الدین"

(للمؤلف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید کا کیا حکم ہے ؟

جواب یہ ہے کہ تقلید کی دو قسمیں ہیں !

(۱) تقلید باعتبار حقیقت ۔

(۲) مذاہب اربعہ کی تقلید کی فرضیت ۔

(۱) تقلید باعتبار حقیقت یہ ہے کہ دلائل کو جانے بغیر کسی کے قول کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ۔ شریعت[1] کے فروعی مسائل کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا ان مسائل میں تقلید جائز ہے یا نہیں ؟

پہلا قول : اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ مطلق جائز نہیں ۔ قرافی کہتے ہیں کہ !

> امام مالک اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ اجتہاد کرنا واجب ہے اور تقلید باطل ہے ۔ تقلید کی ممانعت کے سلسلہ میں ابن حزم نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں : امام مالک سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ میں انسان ہوں غلطی بھی کر سکتا ہوں اور درست بھی ، لہٰذا میری رائے کو دیکھا جائے اگر وہ کتاب و سنت کے موافق ہو تو اس کو مانا جائے اور موافق نہ ہو تو چھوڑ دیا جائے ۔

ابن حزم کہتے ہیں ! دیکھئے یہاں امام مالک تقلید سے منع کر رہے ہیں ۔ اسی طرح شافعی رح اور ابو حنیفہ رح نے بھی منع کیا ہے ۔ امام مزنی نے اپنی " مختصر " کے شروع میں امام شافعی رح سے نقل کیا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کرتے تھے ۔ اور علامہ ابن قیم رح نے

---

[1] اقتباس از " تنزیہ السنۃ والقرآن عن ان یکونا من اصول الضلال والکفران " للمؤلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اعلام الموقعین" میں نقل کیا وہ کہتے ہیں، میں نے امام شافعی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس مسئلہ میں راویوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح حدیث منقول ہو اور میرا قول اس کے خلاف ہو تو میں اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد ہر حالت میں اس قول سے رجوع کرتا ہوں۔

امام شافعیؒ کا یہ قول بہت مشہور ہے کہ جب صحیح حدیث مل جائے وہی میرا مذہب ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ تقلید کرنا ہر حال میں واجب ہے خواہ آدمی کے اندر اجتہاد کی صلاحیت ہو یا نہ ہو۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا، اس قول کے قائلین جس جہالت کا شکار تھے اس سے ان کو تسلی نہ ہوئی انہوں نے تقلید کو خود پر تو واجب کر ہی لیا اپنے ساتھ دوسروں پر بھی اس کو واجب کر دیا ؎

خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔

تقلید سراسر جہالت ہے علم نہیں۔

تیسرا قول: "جمع الجوامع" میں ہے!

عالم کے لئے تقلید جائز نہیں کیونکہ اگرچہ وہ مجتہد نہ ہو پھر بھی عام آدمی کے مقابلہ میں اس کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ وہ دلیل سے حکم کا استنباط کر سکتا ہے۔

چوتھا قول: قاضی کیلئے تقلید کرنا جائز ہے کیونکہ اس کو جھگڑوں کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ دوسروں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اس کے علاوہ اور دوسرے اقوال بھی ہیں۔

جمہور کے نزدیک معتبر بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں تفریق کی جائے گی۔ یعنی عام انسان کے لئے تقلید واجب ہے اور مجتہد کے لئے حرام ہے۔ ائمہ اربعہ کے اکثر متبعین کا یہی قول ہے۔

امام شوکانی نے فرمایا:

اختلافی مسائل میں مجتہدین کی بات مانی جاتی ہے اور یہ لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ائمہ اربعہ کے متبعین) تو مقلد ٹھہرے اس لئے ان کے اختلاف
کا کوئی اعتبار نہیں۔ خصوصاً جب کہ ان کے ائمہ ان کو اپنی
اور دوسروں کی تقلید سے منع بھی کرتے ہوں۔ الخ

جو لوگ تقلید کو واجب کہتے ہیں ان کو کچھ شکوک و شبہات ہیں جن سے وہ استدلال کرتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ تقلید سے منع کرتے ہیں، ان کے کچھ اپنے دلائل ہیں جن سے وہ تقلید کی ممانعت اور وجوب اجتہاد یا دوسرے لفظوں میں اخذ دلیل پر استدلال کرتے ہیں۔

تقلید کو واجب کہنے والوں کے کچھ شکوک و شبہات

(۱) تقلید کو واجب کہنے والے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل، ۴۳) اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔

اس آیت میں اللہ نے نہ جاننے والوں پر یہ واجب کیا کہ وہ جاننے والوں سے پوچھیں اور یہی بعینہٖ تقلید ہے۔

اس کا جواب جیسا کہ "ارشاد الفحول" میں ہے یہ ہے کہ آیت میں ذکر والوں سے پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں اللہ کا حکم پوچھا جائے نہ کہ شخصیتوں کی رائیں۔ یہ اس صورت میں ہے جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ آیت عام سوال کرنے کے متعلق وارد ہوئی ہے جیسا کہ مقلدین کا خیال ہے لیکن بات ایسی نہیں۔ یہ آیت درحقیقت ایک خاص معاملہ میں وارد ہوئی ہے اور وہ یہ کہ اللہ کے تمام انبیاء انسان تھے جیسا کہ آیت کے شروع اور آخری حصہ سے پتہ چلتا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (الانبیاء) اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) دوسرا شبہ یہ ہے کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ تقلید کرنے والوں کی تردید نہیں کی گئی ہے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہاں اجماع سے مراد ان لوگوں کا اجماع ہے جو خیر القرون میں تھے یا جو ان کے بعد آئے تو یہ جھوٹا دعویٰ ہے ۔ کیونکہ خیر القرون اور ان کے بعد والے لوگوں میں تقلید کا وجود ہی نہ تھا ۔ وہ نہ تقلید کو جانتے تھے نہ تقلید کا نام انہوں نے سنا تھا ۔ ان میں جو شخص کم علم ہوتا تھا اس کو اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ عالم سے پوچھتا ، عالم اس کو کتاب و سنت کے نصوص سے فتویٰ دیتا اور اس کا تقلید سے کوئی تعلق نہیں ۔

اور اگر اجماع سے مراد ائمہ اربعہ کا اجماع ہے تو آپ کو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ لوگ تقلید کی ممانعت کے قائل تھے ۔ اور ان کے زمانہ میں ایسے لوگ بھی رہے ہیں جو تقلید کے منکر تھے ۔ اور اگر اجماع سے مراد ائمہ اربعہ کے بعد والے لوگوں کا اجماع ہے تو اہل علم کے اقوال سے جو شخص واقف ہے وہ جانتا ہے کہ اس وقت سے لے کر اب تک ایسے لوگ رہے ہیں جو ہمیشہ تقلید کے منکر تھے ۔ اور جمہور کا قول بھی اجماع نہیں ہو سکتا ۔ اور اگر اجماع سے مراد ائمہ اربعہ کی تقلید کرنے والوں کا اجماع ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ تقلید کرنے والوں کے قول کا کسی بھی مسئلہ میں اعتبار نہیں ، چہ جائیکہ ان سے اجماع منعقد ہو ۔ یہ مسئلہ بہت طولانی ہے ۔ علامہ ابن قیم نے " اعلام الموقعین " میں اس سلسلہ میں سیر حاصل گفتگو کی ہے جس کے بعد مزید بحث کی گنجائش نہیں رہ جاتی ۔ [1]

(۳) تقلید کے قائلین نے اس صحابی کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جن کو زخم آ گیا تھا لوگوں نے ان کو زخم کی حالت میں غسل کرنے کا مشورہ دے دیا جس سے ان کی موت ہو گئی ۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا ، جب ان لوگوں کو معلوم نہیں تھا تو انہوں نے

---

[1] ماخوذ از " تنزیہ السنۃ والقرآن " ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھ کیوں نہ لیا، لاعلمی (کے مرض) کا علاج پوچھنا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو یہ نہیں کہا کہ وہ کسی شخصیت کی رائے معلوم کریں۔ بلکہ یہ کہا کہ شریعت کا حکم معلوم کریں جو اللہ اور اس کے رسول سے ثابت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بددعا دی اور فرمایا۔ انہوں نے اس کو مار ڈالا اللہ ان کو بھی مار ڈالے۔

یہ حدیث مقلدین کے موافق نہیں بلکہ خود ان کے مخالف ہے۔ کیونکہ یہ دو چیزوں پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ ان لوگوں کو اس بات کی ہدایت کی گئی کہ وہ شریعت کا حکم معلوم کریں۔ جو دلیل سے ثابت ہو۔ دوسری یہ کہ ان کی مذمت کی گئی کیونکہ انہوں نے قیاس ورائے پر اعتماد کر کے اسی کے مطابق فتویٰ دیا تھا۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو جس نے شریعت کا حکم معلوم کرنے کی ہدایت کی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور آپ ان کے درمیان موجود تھے۔ لہٰذا آپ کا یہ کہنا کہ ان کو شریعت کا حکم معلوم کرنا چاہیئے گرچہ مطلق ہے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ آپ سے معلوم کیا جائے یا اس شخص سے معلوم کیا جائے جو آپ کے اس حکم کا علم رکھتا ہو۔

(۴) اسی طرح موجبین تقلید عسیف نامی شخص کی حدیث سے حجت پکڑتے ہیں کہ اس نے کسی پیشہ ور عورت سے بدکاری کر لی تھی، اس کے والد نے کہا میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں اور اس بدکار عورت کو رجم کیا جائے۔ اور یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ مقلدین کہتے ہیں کہ اس شخص نے اپنے سے زیادہ علم والوں کی تقلید کی پھر بھی اس پر نکیر نہیں کی گئی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ عسیف کے والد نے اہل علم صحابہ سے جس مسئلہ کا علم پوچھا تھا وہ کتاب وسنت کی روشنی میں پوچھا تھا ان کی اپنی رائے یا مسلک نہیں معلوم کیا تھا۔ یہ مسئلہ ایسا ہے جس کو ہر عالم جانتا ہے۔ مقلد سے بھی یہی مطلوب ہے کہ وہ عالم سے کتاب وسنت کا حکم پوچھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح عسیف کے والد نے پوچھا تھا، پھر اس عالم کی بتائی ہوئی دلیل کے مطابق جو چیز ثابت ہو جائے اسی پر عمل شروع کر دے۔ لیکن اگر وہ پہلے سے یہ طے کرے کہ وہ صرف اپنے امام کی رائے پوچھے گا، اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں معلوم کرے گا تو ایسی صورت میں اس حدیث سے اس نے جو استدلال کیا ہے وہ سراسر اس کے مخالف ہوگا، موافق نہیں۔ ہم نے جو باتیں ذکر کیں اس سے ہر انصاف پسند شخص سمجھ سکتا ہے کہ مقلدین نے مذکورہ بالا جن دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے وہ ان کے خلاف دلیل ہے نہ کہ موافق۔

(۵) مقلدین نے رسول اللہ صلی اللہ کے اس قول سے بھی استدلال کیا ہے،

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِي وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ۔

میری اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور نئے کاموں سے پرہیز کرو۔

یہ حدیث عرباض بن ساریہ کی روایت کردہ ہے۔ اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے صحیح کہا ہے

دوسری اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔

میرے بعد جو دو شخص ہیں ان کی اقتدا کرو یعنی ابو بکر اور عمر کی۔

یہ حدیث مشہور و معروف ہے[1]

مقلدین سمجھتے ہیں کہ خلفاء راشدین کے طریقوں پر عمل کرنا اور صحابہ کرام کی دو بزرگ شخصیتوں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرنا تقلید ہے لہٰذا جب ان کی تقلید جائز ہے تو ان کے علاوہ دوسرے ہدایت یافتہ اماموں خصوصاً چاروں ائمہ کی تقلید بھی جائز ہے۔ جن کے علم و ہدایت، اور

[1] ماخوذ از "تنزیہ السنۃ والقرآن"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقویٰ شعاری پر مسلمانوں کی اکثریت متفق ہے وہ علم و معرفت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور ہم ان کے مقابلہ میں کوتاہ علم ہیں اس لئے ان کی تقلید ہمارے لئے زیادہ باعث ہدایت اور بہتر و آسان ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز میں ہم سے اونچے ہی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خلفاء راشدین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو طریقے پیش کئے ان پر صرف اس وجہ سے عمل کیا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا ان کے طریقوں اور سنتوں پر عمل کرنا اور ابو بکر و عمر کی پیروی کرنا صرف اس وجہ سے فرض قرار پایا کہ آپ نے ہم کو ان پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔ ان کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو امت کے کسی بھی عالم کے طریقہ کی پیروی کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی کسی مجتہد کی رائے و خیال کے اتباع کی ہمیں تلقین کی۔ خلاصہ یہ کہ ہم نے خلفاء راشدین کی سنت اور ابو بکر و عمر کی پیروی صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تعمیل میں کی کہ:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِي

تم لوگ میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کے طریقے کو مضبوط پکڑو۔

نیز آپ کے اس قول کی تعمیل میں کی:

اِقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔

میرے بعد جو دو ہیں ان کی پیروی کرو یعنی ابو بکر و عمر کی۔

لیکن آپ کے لئے یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ آپ اس حدیث سے ایک ایسے مسئلہ میں استدلال کریں جس کے متعلق وہ وارد ہی نہیں ہوئی؟ کیا آپ کے خیال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ: "تم میری امت کے مجتہد اماموں کے طریقہ کی پیروی کرو۔" تاکہ آپ کا مقصد حل ہو جائے؟ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم چاروں مسلک کے ائمہ کو ان خلفاء راشدین پر قیاس کرتے ہیں تو یہ بڑی تعجب خیز بات ہوگی۔ آخر آپ لوگ اتنی زحمت کیوں کر رہے ہیں؟ اور جہاں پیچھے ہٹنے کا مقام تھا وہاں آگے بڑھ رہے ہیں؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو تو خلفاء راشدین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور ان کے طریقہ کو اپنا طریقہ قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ طریقہ ان کی اپنی ذات تک محدود ہو کسی اور کا طریقہ نہ ہو۔ اگر خلفاء راشدین کے ساتھ کسی اور کو بھی شامل کیا جا سکتا تو جو لوگ ان کے علم وصحبت میں شریک رہے ہیں وہ ان لوگوں پر مقدم ہوتے جو خلفاء راشدین کی کسی بھی خصوصیت میں شریک نہیں ہیں، بلکہ ان کے مقابلہ میں ان کی حیثیت وہی ہے جو آفتاب کے مقابلہ میں ذرہ کی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ خصوصیت خلفاء راشدین کے ساتھ محدود اور ان کی ذات تک محدود ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دوسرے تمام صحابہ کے مقابلہ میں خصوصیت کا پروانہ نہ دیتے۔ یہ ہے مقلدین کے شکوک وشبہات کا خلاصہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اہم تنبیہ

جویائے علم وہدایت کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہئے کہ یہ مقلدین جو خود کو ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ بہتیرے مسائل میں اپنے ائمہ کی بھی تقلید نہیں کرتے ہیں. بلکہ اپنے مسلک کے دوسرے فقہاء حتی کہ متاخرین فقہاء کی تقلید کرتے ہیں جیسے شافعیہ میں سے رملی، ابن حجر اور شربینی ۔ مالکیہ میں سے خلیل اور دردیر. حنفیہ میں سے قدوری اور مؤلف کنز. حنابلہ میں سے دلیل الطالب اور زاد المستنقع کے مؤلفین اور ان کے علاوہ دوسرے علماء متاخرین ۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جن لوگوں نے تقلید کی اجازت دی ہے انہوں نے ائمہ اربعہ جیسے مجتہدین مطلق کی تقلید کی اجازت دی ہے نہ کہ ان متاخرین علماء کی تقلید کی جو دھڑلے سے کہتے ہیں کہ وہ خالص مقلد ہیں ۔ بلکہ آپ ایسے لوگوں کی بیشتر کتابوں میں دیکھیں گے کہ یہ لوگ ضعیف بلکہ من گھڑت حدیثوں سے بھی استدلال کرتے ہیں. اگر ان کا علم وسیع ہوتا یا حدیث سے ان کو کوئی دلچسپی ہوتی تو صحیح ، حسن ، ضعیف حدیثوں میں تمیز کر لیتے خواہ ان کتابوں ہی کی طرف رجوع کر کے جنہیں یہ سب بیان کر دیا گیا ہے. اس سے زیادہ تلخ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ فقہاء کے واضح اقوال کو چھوڑ کر ان کے اقوال کے مفاہیم و مضمرات کو دلیل بناتے ہیں، حالانکہ جب واضح اقوال غلطیوں سے پاک نہیں ہو سکتے تو اقوال کے مفاہیم و مضمرات غلطیوں سے کیسے پاک ہو سکتے ہیں ؟ کتاب و سنت کے مفہوم سے استدلال کرنے کے سلسلے میں کافی بحث و نظر ہے. چہ جائیکہ فقہاء کے کلام کے مفہوم سے استدلال کیا جائے ؟ آپ اس حقیقت سے خوب آگاہ ہو جائیے کیونکہ اس کے علاوہ دوسری جگہ آپ کو یہ حقیقت نہیں معلوم ہو سکتی ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن لوگوں کے دلائل جو دلیل (کتاب و سنت) پر عمل کرنے کو واجب کہتے ہیں یا وجوب اجتہاد کے قائل ہیں۔

(۱) **پہلی دلیل** : اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ، ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام: ۱۵۳)

اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور، اور راستوں پر نہ چلنا کہ ان پر چل کر خدا کے رستہ سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

یہاں صراط مستقیم سے کتاب و سنت مراد ہے۔ جس شخص کے سامنے قرآن مجید اور سنت مطہرہ ہوگی اور وہ ان دونوں پر عمل کرے گا وہی صراط مستقیم پر چلنے والا کہلائے گا۔ جبکہ مقلد کتاب و سنت کے دلائل نہیں جانتا ہے جس کی بنیاد پر وہ یہ کہہ سکے کہ وہ قرآن و سنت کا پیرو اور متبع ہے۔ بلکہ وہ تو صرف اپنے امام کے اقوال کی تقلید کرتا ہے۔ کبھی یہ اقوال کتاب و سنت کے سراسر مخالف بھی ہوتے ہیں۔ یہاں ہم یہ عرض کریں گے کہ امام تو معذور ہے اس کو اپنے اجتہاد کا ثواب ملے گا کیونکہ اس نے اپنے اجتہاد سے جو کہا کہا۔ لیکن اگر مقلد کے لئے دلیل پر عمل کرنا ممکن ہو اس طور پر کہ اس میں دلیل کو جاننے سمجھنے کی صلاحیت ہو تو پھر اس کے لئے تقلید کی کوئی وجہ جواز نہیں۔

(۲) **دوسری دلیل** : اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

هٰاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (آل عمران: ۶۶)

دیکھو ایسی بات میں تو تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم بھی تھا، مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں۔ خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھئے اللہ نے ان لوگوں کی کس طرح مذمت کی جو اس کے دین کے معاملہ میں بلا علم و معرفت حجت کرتے ہیں۔ اس آیت میں مقلدین بھی داخل ہیں کیونکہ وہ بھی ایسی چیز سے حجت پکڑتے ہیں جس کا انھیں کچھ علم نہیں۔ یہ آیت مقلدین پر اس وقت اور زیادہ واضح طور پر صادق آتی ہے جب وہ مصلین اور کتاب و سنت کی دعوت دینے والوں سے ایسے دلائل کے ساتھ حجت کرتے ہیں کہ اگر ان پر کوئی صاحب علم و فہم غور کرے تو معلوم ہوگا کہ وہ مقلدین کے حق میں ہونے کے بجائے ان کے مخالف ہیں۔ جیسا کہ قارئین ان کے کچھ دلائل پہلے ملاحظہ کر چکے ہیں۔

(۳) **تیسری دلیل** : اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ . اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ . مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النحل ، ۱۱۶)	اور یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو، جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں ان کا بھلا نہیں ہوگا۔

بلا شبہ اس آیت کا معنیٰ و مفہوم صاف ہے کہ جو شخص صحیح دلیل سے استناد کئے بغیر لوگوں کو فتویٰ دے یا کسی چیز کی حلت و حرمت کا عقیدہ رکھے اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آپ بہت سے مفتیوں سے یا جو لوگ اپنے آپ کو علم کی طرف منسوب کرتے اور خود کو عالم کہلواتے ہیں کوئی مسئلہ دریافت کریں تو وہ جواب دینگے کہ یہ واجب ہے، یہ سنت ہے، یہ مکروہ ہے، یہ حرام ہے، یہ حلال ہے، اگر آپ دوبارہ پوچھیں کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ چیز واجب ہے یا حلال ہے یا حرام ہے! تو وہ کسی آیت یا حدیث سے استدلال کرنے کے بجائے یہ کہیں گے فلاں کتاب میں اور فلاں شرح میں لکھا ہوا ہے اور اگر کسی دلیل سے استدلال کریں گے بھی تو اس کو اپنی کتابوں سے بطور تقلید نقل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔ ان کو اتنی بھی تمیز نہ ہوگی کہ آیا یہ دلیل حقیقت میں دلیل بننے کی صلاحیت رکھتی بھی ہے یا نہیں۔ بعض اوقات وہ کسی حدیث سے بھی استدلال کریں گے جو ان کو فقہ کی کسی کتاب میں نظر آگئی ہوگی حالانکہ حقیقت میں وہ ضعیف یا من گھڑت ہوگی۔

(۴) **چوتھی دلیل** : اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۔ (الحجرات : ۲)

اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز بلند کرنے اور اونچی آواز سے بات کرنے کو حرام بتایا تو اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر اپنے امام یا اپنے مسلک کے علماء کے قول کو ترجیح دے؟ اس سلسلہ میں وہ یہ عذر پیش کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو اس کے مقابلہ میں اس کے امام یا اس کے مسلک کے علماء زیادہ جانتے ہیں۔ غریب کو معلوم نہیں کہ اس کے امام سے پہلے صحابہ و تابعین میں ایسے بھی ائمہ گذر چکے ہیں جو اس کے ائمہ سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ آخر اس نے ان لوگوں کے اقوال کو کیوں چھوڑ دیا جو زیادہ علم والے تھے اور ان لوگوں کے قول کو اپنایا جو ان سے علم میں کمتر تھے!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند حدیثیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب و سنت پر عمل کرنا واجب ہے

(۱) صحیحین میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

ہلال بن امیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ بدکاری کا الزام لگایا۔ اس کے بعد ابن عباس نے لعان والی حدیث اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ذکر کیا کہ: اس کو (ہلال کی بیوی کو) دیکھو اگر اس کا ہونے والا بچہ سرمئی آنکھ والا، بڑے چوتڑوں والا، اور پُرگوشت پنڈلیوں والا ہو تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ ہے۔ اور اگر ایسا ایسا ہو تو وہ ہلال بن امیہ کا ہے۔ چنانچہ اس کو جو بچہ پیدا ہوا وہ مکروہ صفات والا تھا۔ یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کی کتاب کا فیصلہ پہلے نہ ہو گیا ہوتا تو میں ضرور اس کو کچھ کرتا۔۔

اللہ کی کتاب کے فیصلہ سے آپ کی مراد ۔ واللہ اعلم ۔ یہ آیت تھی

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ (النور: ۸) اور عورت سے سزا کو یہ بات ٹال سکتی ہے کہ وہ پہلے چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بیشک یہ جھوٹا ہے۔

اور کچھ کرنے سے آپ کی مراد ۔ واللہ اعلم ۔ یہ تھی کہ آپ اس پر حد قائم کرتے، کیونکہ اس کا بچہ اسی شخص سے ملتا تھا جس کے ساتھ بدکاری کا الزام لگایا گیا تھا۔ لیکن چونکہ اللہ کی کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ ہو چکا تھا اس لئے اس کے آگے ہر قول ہیچ تھا اور اس کے بعد اجتہاد کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ تھی۔

(۲) امام شافعی نے عبدالرحمٰن بن مہدی کے نام اپنے ایک خط میں لکھا :

مجھ کو سفیان بن عیینہ نے بتایا وہ عبیداللہ بن ابو یزید سے نقل کرتے ہیں وہ اپنے باپ سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو بنو زہرہ کے ایک بوڑھے شخص کو بلانے بھیجا جو ہمارے گھر میں رہتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کو عمر بن خطاب کے پاس لے کر گئے۔ حضرت عمرؓ نے اس بوڑھے سے زمانۂ جاہلیت کی ایک بچی کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ صاحب فراش تو فلاں ہے لیکن نطفہ فلاں کا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تم نے صحیح کہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ فراش ہی کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔

(۳) امام شافعیؒ کہتے ہیں مجھ کو ایک معتبر شخص نے خبر دی انہوں نے ابن ابی ذئب سے روایت کی انھوں نے کہا کہ مجھ کو مخلد بن خفاف نے اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ :

میں نے ایک غلام خریدا اور اس کو غلہ لانے پر مجبور کیا۔ اس کے بعد مجھ کو اس کے عیب کا علم ہوا۔ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ میں اس غلام کو واپس کر سکتا ہوں لیکن اس کے ساتھ اس کے غلہ کو بھی واپس کرنا ہوگا۔ میں عروہ کے پاس گیا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو کہنے لگے میں آج شام ہی عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس جاتا ہوں اور انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتاتا ہوں کہ حضرت عائشہ ؓ نے مجھ کو بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے مسئلہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ غلہ صاحب کفالت پر ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو فوراً عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا اور عروہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فیصلہ سنایا تھا ان کو بتایا۔ عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے میں نے جو فیصلہ کیا ہے اس کو واپس لینا میرے لئے کچھ مشکل نہیں، خدا بہتر جانتا ہے میری نیت اس سلسلہ میں نیک تھی۔ لیکن جب مجھے اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت معلوم ہو گئی تو اب میں اپنا فیصلہ واپس لیتا ہوں اور رسول اللہ کا فیصلہ جاری کرتا ہوں۔ شام کو عروہ بھی عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچے۔ چنانچہ انہوں نے میرے حق میں یہ فیصلہ دیا کہ میں اس شخص سے غلہ لوں جس نے اس کے حق میں میرے خلاف فیصلہ دیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے فعل پر غور کیجئے آپ کو معلوم ہوگا کہ صحابہ اور تابعین کرام کے نزدیک معروف بات یہی تھی کہ کتاب اللہ اور سنت رسول کو ہر چیز پر ترجیح حاصل ہے۔ اور اگر مجتہد حاکم کا فیصلہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے نصوص سے ٹکرائے تو اسکو واپس لینا واجب ہے ایسا فیصلہ جاری نہیں ہو سکتا۔ اس کی تائید درج ذیل واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔

(۴) امام شافعی ؒ نے فرمایا کہ مجھ کو مدینہ کے ایک شخص نے ابو ذئب کے حوالہ سے یہ بات بتائی ابو ذئب کہتے ہیں۔

سعد بن ابراہیم نے ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن کی رائے کے مطابق ایک شخص کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ انہوں نے جو فیصلہ دیا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اس کے خلاف ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی۔ جب انہوں نے یہ حدیث سنی تو ربیعہ سے کہنے لگے یہ ابن ابو ذئب جو میرے نزدیک معتبر ہے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حدیث سناتا ہے جو میرے کئے ہوئے فیصلہ کے خلاف ہے۔ ربیعہ نے جواب دیا: تم نے تو اجتہاد کیا ہے، اب تمہارا فیصلہ جاری ہو چکا ہے۔ سعد نے کہا: تعجب ہے!! یہ کیسے ہو سکتا ہے میں سعد بن ام سعد کا فیصلہ جاری کروں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ رد کر دوں؟ ہرگز نہیں۔ میں سعد بن ام سعد کا فیصلہ رد کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ جاری کرتا ہوں۔ چنانچہ سعد نے فیصلہ والی تحریر منگوا کر اس کو پھاڑ دیا اور اس شخص کے حق میں فیصلہ کیا جس کے خلاف پہلے فیصلہ ہوا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقلدین کی تردید عقلی دلائل کی روشنی میں

(۱) تقلیدی فرقہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم، صحابہ کی تعلیمات اور اپنے ائمہ کے اقوال سب کی مخالفت کا مرتکب ہے، اور اس کا راستہ اہل علم کے راستہ کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ کے حکم کی مخالفت تو یہ ہے کہ اللہ کا حکم ہے کہ جس مسئلہ میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہو جائے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانا چاہئے۔ لیکن مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کو اپنے امام کی طرف لوٹائیں گے جس کی ہم تقلید کرتے ہیں۔ اور رسول کے حکم کی مخالفت یہ ہے کہ آپ کا حکم ہے کہ اختلاف کی صورت میں آپ کی سنت اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو اپنایا جائے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ کاربند رہا جائے۔ لیکن مقلدین کہتے ہیں کہ اختلاف کی صورت میں ہم اس شخص کے قول کو اپنائیں گے جس کی ہم تقلید کرتے ہیں اور اسی کے قول کو ہر قول پر ترجیح دیں گے اور صحابہ کی تعلیمات کی مخالفت یہ ہے کہ صحابہ میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو کسی ایک شخص کی اس کے ہر قول میں تقلید کرتا ہو۔ اور اس کے علاوہ جتنے صحابہ ہیں ان کی مخالفت کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ میں اس شخص کے کسی قول کو رد نہیں کر سکتا اور اس کے علاوہ جتنے لوگ ہیں ان کے کسی بھی قول کو قبول نہیں کر سکتا۔ یہ ایک زبردست بدعت اور بدترین حادثہ ہے۔

اور ائمہ کی مخالفت یہ ہے کہ ائمہ نے ان کو اپنی تقلید سے منع کیا اور ڈرایا ہے جیسا کہ اس سے پہلے ہم ان کے اس سلسلہ میں کچھ اقوال ذکر کر چکے ہیں۔

اور اہل علم کے راستہ کی مخالفت یہ ہے کہ اہل علم کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ علماء کے اقوال کو تلاش کر کے ان پر غور و فکر کرتے اور قرآن و احادیث صحیحہ، خلفاء راشدین کے اقوال سے ان کا موازنہ کرتے تھے۔ اس کے بعد ان میں سے جو اقوال صحیح اور کتاب و سنت کے موافق ہوتے انکو قبول کر کے اسی کے مطابق فیصلے کرتے اور فتوے دیتے تھے۔ اور اگر ان میں کوئی قول کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت کے خلاف ہوتا اس کو مسترد کر دیتے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے تھے۔ اور جو چیز سمجھ میں نہ آتی اس کو اجتہادی مسائل سے حل کرتے۔ لیکن ان پر عمل کرنا واجب نہیں بلکہ جائز ہوتا تھا وہ لوگ اس کو کسی پر بزور دستی تھوپتے نہیں تھے اور یہ نہیں کہتے کہ بس یہی حق ہے اس کے سوا سب باطل ہے۔ تمام اہل علم کا یہی طریقہ رہا ہے۔

(۲) دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی مذمت کی ہے جس کو اگر اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تو وہ اکڑ کر غیروں کی بارگاہ میں اپنے فیصلے کروانے لے جائے۔ مقلدین کی بالکل یہی حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا (النساء: ۶۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم خدا نے نازل فرمایا ہے اس کی طرف (رجوع کرو) اور پیغمبر کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ وہ تم سے اعراض کرتے اور رکے جاتے ہیں۔

لہٰذا جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی شریعت کی طرف دعوت دینے والے سے منہ موڑ کر کسی دوسرے کی طرف جائے گا وہ اسی قسم کے لوگوں کا شریک دمعہ دار کہلائے گا خواہ تھوڑا ہو یا کم۔

(۳) تیسری دلیل: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ان تمام لوگوں کو شامل ہے جو آپ کے زمانہ میں تھے اور جو آپ کے بعد روز قیامت تک آنے والے ہیں۔ اور صحابہ کے بعد والے لوگوں پر جو چیز واجب ہے بعینہٖ وہی چیز صحابہ پر بھی واجب تھی۔ ہاں حالات کے اختلاف سے اس کی صفت و کیفیت مختلف ہو سکتی ہے اور یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو باتیں سنتے تھے وہ ان کا موازنہ اپنے علماء کے اقوال سے نہیں کیا کرتے تھے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے سوا ان کے اپنے علماء کا کوئی قول ہوتا ہی نہیں تھا۔ لہٰذا ان میں سے کوئی بھی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی بات کو قبول کرنے میں کسی شخص کی تائید یا رائے پر سرے سے انحصار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی نہیں کرتا تھا۔ یہی ان کا فرض تھا جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہی چیز آج بھی ہم پر اور ان تمام لوگوں پر فرض ہے جو قیامت تک پیدا ہونگے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ فریضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منسوخ نہیں ہوا اور نہ صحابہ کے ساتھ مخصوص رہا لہٰذا جو شخص اس سے خارج ہوگا وہ عین اللہ اور اس کے رسول کے فرائض سے خارج کہلائے گا۔

(۴) چوتھی دلیل: مقلد سے پوچھا جائے کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ جس کی تم تقلید کرتے ہو وہی حق بجانب ہے دوسرا نہیں؟ اگر وہ کہے کہ مجھے یہ دلیل سے معلوم ہوا تو وہ مقلد نہیں۔ اور اگر کہے کہ ان کی تقلید سے معلوم ہوا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس قول کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور اسی پر عمل پیرا بھی رہے۔ ان کا علم و تدین نیز ان کے حق میں امت کی مدح سرائی یہ سب چیزیں اس بات سے روکتی ہیں کہ وہ حق کے علاوہ کچھ اور کہیں۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ کیا وہ تمہارے نزدیک معصوم ہیں یا ان سے غلطی بھی ہو سکتی ہے؟ اگر وہ کہے کہ وہ معصوم ہیں تو وہ باطل اور جھوٹ کہتا ہے۔ اور اگر یہ کہے کہ ان سے غلطی بھی ہو سکتی ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ تم نے جس مسئلہ میں ان کی تقلید کی ہے اگر وہ غلط ہے تو تمہارا کیا ہوگا؟ اگر وہ کہے کہ گو انہوں نے غلطی کی ہے لیکن ان کو اس بات کا ثواب ملے گا۔ بیشک ان کو اجتہاد کا ثواب ملے گا۔ لیکن تم کو تو ثواب ملنے والا نہیں کیونکہ تم نے ثواب کا کام ہی نہیں کیا بلکہ جو چیز فرض تھی اس کی پیروی کرنے میں کوتاہی کی لہٰذا تم گنہگار رہو۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہاں حکم دیا ہے کہ امت کے کسی معین شخص کے قول کو تو اپنے اوپر لازم کر لیا جائے لیکن اسی جیسے یا اس سے زیادہ ذی علم اور رسول اللہ کے مقرب ساتھیوں کو چھوڑ دیا جائے؟ یہ سراسر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات کو منسوب کرنے کے مترادف ہے جس کا آپ نے کبھی حکم ہی نہیں دیا۔

اس کے علاوہ اور دوسری دلیلیں بھی ہیں لیکن ہم نے ان کو طوالت کے خوف سے ترک کر دیا۔[1]

---

[1] ماخوذ از "تنزیہ السنۃ والقرآن" مؤلف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید کی حقیقت بیان کرنے کے بعد اب ان مسالک کی تقلید کا بیان ہو گا جن کے متعلق بہت سے لوگوں کا قول ہے کہ چاروں مسلکوں میں سے کسی ایک مسلک کی تقلید واجب ہے۔ ان کے علاوہ کسی کی تقلید جائز نہیں چاہے وہ صحابہ اور صحیح حدیث کے موافق ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

• بیشک چاروں مسالک کے علماء متاخرین میں سے بہت سے لوگوں کا یہی قول ہے اور ان کا یہ قول مندرجہ ذیل دلائل پر مبنی ہے۔

وجوب تقلید کے دلائل

(۱) پہلی دلیل : یہ ہے کہ جو شخص مجتہد نہیں اس پر تقلید واجب ہے۔ جیسا کہ چاروں مسالک کے جمہور متبعین کا قول ہے۔ اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

(۲) دوسری دلیل : یہ ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے بعد سے اجتہاد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے جیسا کہ ابن صلاح سے منقول ہے اور ان کے اس قول کی لوگوں نے تقلید بھی کی ہے۔

شیخ ابن حجر نے بعض اہل اصول سے نقل کیا کہ امام شافعی کے دور کے بعد کوئی مجتہد یعنی مستقل مجتہد پیدا نہیں ہوا۔ امام سیوطیؒ کو دیکھئے ان کے علم و معرفت کی گہرائی و گیرائی اور تفنن و تجدد کے باوجود جب انہوں نے نسبتی اجتہاد کا دعویٰ کیا تو ان کے اس دعوے کو تسلیم نہیں کیا گیا جبکہ ان کی تصنیفات کی تعداد کوئی پانچ سو سے زائد تھی۔

(۳) تیسری دلیل : یہ ہے کہ دوسرے مجتہدین مثلاً ثوری، اوزاعی، اور داؤد ظاہری وغیرہ کے مذاہب کئی صدیوں سے ختم ہو چکے ہیں ان کو ایسے لوگ نصیب نہ ہو سکے جو ان کی اتباع کرتے اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ نے ان چاروں مذاہب کے واسطے ایسے متبعین فراہم کئے جو اپنی کتابوں اور درس و تدریس کے ذریعہ ان مذاہب کی ترویج و اشاعت کا کام کرتے رہے۔ حتیٰ ان چاروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاہب کے باہر نہیں ہے۔ علماء نے چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کو اس لئے واجب قرار دے دیا ہے کیونکہ دوسرے ائمہ مجتہدین کے مذاہب کے نقوش مٹ چکے ہیں اور اب پہلے لوگوں کی طرح بحث وتحقیق کا وہ حوصلہ نہیں رہا کہ آدمی اجتہاد کے درجہ تک پہنچ سکے۔ نیز مصلحت کا تقاضا بھی ہے کہ لوگ انہی چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مذہب (مسلک) کے پابند ہو جائیں اور اجتہاد ممنوع قرار دے دیا جائے تاکہ جو شخص مجتہد ہونے کا اہل نہیں وہ بھی مجتہد ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہو اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دے۔

آیت اور حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل نہ کرنے کے بارے میں مقلدین کا شبہ

(۴) مقلدین نے جو یہ کہا کہ اگر کوئی آیت یا حدیث ان کے مسلک کے خلاف ہو تو ہر چند کہ وہ صحیح ہے لیکن اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ صحابی کے قول پر عمل کیا جائے گا، تو انہوں نے اپنے اس قول کے جواز میں یہ دلیل پیش کی کہ ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ ائمہ اربعہ کے مذاہب کو قرآن وحدیث یا صحابہ کے قول پر ترجیح دے رہے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا ظاہری حکم جو ایک قاری کی نظر میں مسلک کے خلاف معلوم ہوتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس حکم کا لفظ عام ہوتا ہے لیکن اس مقابلہ میں ایک حکم ایسا بھی ہوتا ہے جو اس کی عمومیت کو خصوصیت میں بدل دیتا ہے جس کو قاری نہیں جانتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ حکم مطلق ہوتا ہے لیکن اس کو مقید کرنے والا حکم بھی ہوتا ہے اور کبھی وہ منسوخ ہوتا ہے لیکن ناسخ (منسوخ کرنے والا حکم) معلوم نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس شخص پر ان چاروں معتبر ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب قرار دے دی گئی ہے۔ کیونکہ ان ائمہ کے اقوال کتاب وسنت کے دائرہ سے باہر نہیں ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک صحابہ کے اقوال کی بات ہے تو وہ ان کے نزدیک قابل احترام ہونے کے باوجود جب وہ لوگ ان پر اپنے مسلک کو فوقیت دیتے ہیں تو اس کا مقصد ان کے اقوال کی عیب جوئی یا ان کی حیثیت کو کم کرنا نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قول اس صحابی سے غیر محفوظ شکل میں منقول ہے اس لئے وہ اپنے مسلک کو اس پر فوقیت دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اور دوسری دلیلیں بھی پیش کرتے ہیں جو علم اصول کے طالب علم سے مخفی نہیں۔ یہ دلیلیں اجتہاد و تقلید کے باب، نیز اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں اور علماء کے باہمی مناظرات سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

دلیل پر عمل کرنے والوں کا مقلدین کو جواب

چونکہ یہ بحث کافی مشہور ہے اس میں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں اس لئے یہاں مختصر طور پر ان جوابات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جو غیر مقلدین کی طرف سے ان لوگوں کو دیئے گئے ہیں. جو چاروں مسالک میں سے کسی ایک مسلک کی تقلید کے وجوب کے قائل ہیں۔

اب یہاں سے جواب شروع کیا جاتا ہے۔

مقلدین جو یہ کہتے ہیں کہ چاروں مسالک میں سے کسی ایک مسلک کی تقلید واجب ہے جیسا کہ لقانی نے کہا:

فواجب تقليد حَبْر منهم

كذا حكى القومُ بلفظٍ يفهم

(چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید واجب ہے۔ علماء نے واضح لفظوں میں ایسا ہی ذکر کیا ہے)

تو معلوم ہونا چاہئے کہ وجوب پانچ[1] قسم کے احکام میں سے ایک حکم ہے۔ اور حکم اللہ کے اس

1. ﷺ عربی

www.KitaboSunnat.com

خطاب کو کہتے ہیں جو مکلف بندہ کے فعل سے تعلق رکھتا ہو. یعنی اس خطاب کے ذریعہ بندہ کو یا تو کسی کام کا حکم دیا گیا ہو گا. یا پھر کرنے یا نہ کرنے کے سلسلے میں اختیار دیا ہو گا یا کسی کام سے منع کیا گیا ہو گا۔

اللہ اور اس کے رسول دونوں میں سے کسی سے بھی ایسا کوئی حکم وارد نہیں جس کی رو سے تقلید واجب ہوتی ہو۔ اس کے برخلاف کتاب وسنت میں تقلید کی ممانعت آئی ہے. اس سلسلہ میں کچھ دلائل کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

یہ تو اس صورت میں ہے جب مقلدین تقلید کے وجوب کو کتاب وسنت کی طرف منسوب کرتے ہوں۔ لیکن اگر وہ اس کی نسبت ائمہ اربعہ کے اقوال کی طرف کریں تو اس سے پہلے ہم کہہ چکے ہیں کہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے لوگوں کو خود اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے ان میں سے ہر ایک نے وہی بات کہی جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اگر ان کے مسلک کے خلاف صحیح حدیث مل جائے تو حدیث ہی ان کا مسلک ہے۔

ابن عابدین نے "الدر المختار" کے حاشیہ "رد المختار" میں کہا:

اگر صحیح حدیث مل جائے اور وہ مسلک حنفی کے خلاف
ہو تو وہ حدیث ہی پر عمل کرے گا یہی اس کا مسلک ہو گا۔
حدیث پر عمل کرنے سے وہ حنفیت کے دائرہ سے خارج
نہیں ہو جائے گا[۲] کیونکہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح طور پر

---

[۱] وہ پانچ احکام یہ ہیں: شریعت میں جس صیغہ سے خطاب کیا گیا ہو گا. وہ یا تو کسی کام کے کرنے کا متقاضی ہو گا. اس کو امر کہتے ہیں. اب اگر اس امر کے ترک کرنے پر عذاب کی دھمکی دی گئی ہو تو وہ واجب ہے ورنہ مندوب اور اگر اس میں اختیار دیا گیا ہو تو وہ مباح ہے۔ اور اگر اس خطاب میں کسی کام کے نہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہو تو وہ نہی ہے. اب اگر اس کام کے کرنے پر سزا کی دھمکی نہیں دی گئی تو وہ مکروہ ہے. ورنہ حرام۔

[۲] بات ایسی نہیں جیسی ابن عابدین نے کہی. بلکہ دلیل پر عمل کرنے سے آدمی تقلید کے دائرے = اگلے صفحہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقول ہے کہ اگر صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مسلک ہے۔

امام ابن عبدالبر نے اس کو ابو حنیفہ اور دوسرے ائمہ سے بھی نقل کیا ہے۔ اُجہوریؒ اور خرشیؒ نے "مختصر خلیل" کی شرح میں معن بن عیسیٰ سے نقل کیا وہ کہتے ہیں میں نے امام مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا:

میں انسان ہوں میری بات صحیح بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی
لہٰذا میری رائے کو دیکھو اگر وہ کتاب وسنت کے موافق ہو تو اس
پر عمل کرو اور اگر کتاب وسنت کے موافق نہ ہو تو چھوڑ دو۔

اس کو امام ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" میں نقل کیا ہے۔ حاصل گفتگو یہ کہ مقلدین جس طرح کی تقلید کے قائل ہیں اس کی ائمہ اربعہ نے سختی سے ممانعت کی ہے۔ اور کتاب وسنت پر عمل کرنے نیز ان کی رائے پر غور وخوض کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ اگر ان کی رائے کتاب وسنت کے موافق ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ خدا جانے مقلدین جس وجوب کے قائل ہیں وہ کہاں سے آگیا؟

واضح رہے کہ اگر جلیل القدر ائمہ میں سے کوئی امام کسی چیز کو واجب کہے چاہے وہ تقلید ہو یا کچھ اور، اور اس کے ثبوت میں کتاب وسنت کی دلیل پیش نہ کرے تو اس کا قول قبول نہیں کیا جائیگا۔ چہ جائیکہ اس کی یا اس کے علاوہ کسی اور کی تقلید سے منع کیا جائے لیکن ہمارا حال یہ ہے

بقیہ حاشیہ۔ خارج ہو جاتا ہے کیونکہ تقلید دلیل کے جانے بغیر دوسرے کے قول پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ البتہ اگر انکی مراد یہ ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کا مقلد ہو اور ایک دو مسئلوں میں دلیل معلوم ہو جانے کی وجہ سے حنفی مسلک سے نکل جائے تو وہ ان دو تین مسائل کی وجہ سے حنفیت کے دائرہ سے خارج نہیں ہو جائے گا۔ جبکہ اکثر مسائل میں وہ اسی مسلک کا مقلد ہے کیونکہ اعتبار اکثریت کا ہوتا ہے ایسی صورت میں ابن عابدین کی بات درست ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم تقلید کو واجب کہے جا رہے ہیں۔

مقلدین نے یہ جو کہا کہ چوتھی صدی کے بعد سے اور بقول بعض امام شافعی کے دور کے بعد سے اجتہاد کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور یہ کہ اجتہاد کرنا ممنوع ہے۔ کیونکہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ لوگوں میں کتاب و سنت سے مسائل مستنبط کرنے کی صلاحیت نہیں رہی۔ جس نے بھی اجتہاد کا دعویٰ کیا علماء نے اس کی تردید کر دی ہے۔ امام جلال الدین سیوطی جیسی شخصیت کے اجتہاد کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

اجتہاد کا بیان اور ان لوگوں کی تردید جو یہ کہتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے

اجتہاد: کسی بھی چیز پر بحث و نظر کرنے کے لئے کوشش کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔ یہاں اجتہاد سے مراد کتاب و سنت سے مسائل مستنبط کرنے کے لئے کوشش کرنا ہے۔ اجتہاد اور کوشش اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔ (التوبة: ۱۲۲)

تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے۔ اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو انکو ڈر سناتے تاکہ وہ حذر کرتے۔

اور صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین

اللہ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفقہ فی الدین یعنی حق بات کو دلیل کے ذریعہ جاننا ہی صحیح علم ہے ۔ جیسا کہ علامہ ابن القیم رح نے فرمایا ۔

والعلم معرفة الهدی بدلیله
ماذاك والتقلید مستویان

(دلیل کے ذریعہ ہدایت کے جاننے کو علم کہتے ہیں ۔ یہ اور تقلید دونوں برابر نہیں ہو سکتے ۔)

لوگ فہم و ذکاوت میں ،علم اور دیگر اچھے مقاصد کے حصول کی خاطر جد و جہد کرنے میں ، اور اسباب کی فراہمی میں مثلاً مفید کتابوں اور کتاب و سنت کے ماہر اساتذہ سے استفادہ کرنے میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ۔ لہٰذا انسان ان لوگوں کے بارے میں جو اسکے زمانہ میں ہیں یا اس سے پہلے تھے یا اس کے بعد تا قیامت پیدا ہونگے یہ عام حکم کیسے لگا سکتا ہے کہ ان میں کوئی ایسا مجتہد نہیں پیدا ہو سکتا جو قرآن و حدیث سے مسائل مستنبط کر سکے ؟ یہ سراسر ہوس و جنون اور اللہ کی رحمت اور اس کے فضل کو تنگ کرنے کے مترادف ہے ۔ کیا اجتہاد کوئی نبوت ہے جو یہ کہہ دیا جائے کہ اس کا دروازہ بند ہو چکا ہے ؟ .

خلاصہ یہ کہ مجتہد اس شخص کو کہتے ہیں جو احکام والی آیات و احادیث کو جانتا ہو ، خاص و عام ، مطلق و مقید ، ناسخ و منسوخ ، ظاہر و مؤول ، وغیرہ میں تمیز کر سکتا ہو ، علماء کے اجماع اور ان کے اختلافات کو جانتا ہو ، اور عربی زبان کی کچھ شُد بُد رکھتا ہو ۔ اس کے لئے ان احادیث کو صحیح کہہ دینا کافی ہے جن کو ائمہ محدثین مثلاً بخاری ، مسلم ، ابو داؤد وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے ۔ مجتہد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ پہلے اور بعد کے تمام لوگوں کے علم کا احاطہ کرے اور تمام احادیث اور قرآن کریم کی تمام تفسیروں نیز تمام عربی علوم کو ازبر کرے ۔ پورے قرآن کی تفسیر اور تمام حدیثوں کو جاننا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ۔ پھر بھی بہت سے لوگ جانتے ہیں ۔ اللہ کا فضل بہت وسیع ہے وہ جسکو چاہتا ہے اپنی خصوصی رحمت سے نوازتا ہے ۔ اللہ فضل اور عظمت والا ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی بھی عقلمند شخص اس میں شک نہیں کر سکتا کہ یہ قول فاسد و باطل ہے ۔ اور اللہ پر افتراپردازی اور جاہلانہ پیش گوئی ہے ۔ نیز اللہ کے بارے میں یہ حکم لگانے کے مترادف ہے کہ وہ ایسے شخص کو پیدا نہیں کر سکتا جو مجتہد ہو ۔ اس قول کے فساد و بطلان کے لئے بس یہی کافی ہے ۔

اس قول کا باطل ہونا اس سے اور زیادہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ گذشتہ ادوار میں ائمہ کے بعد حدیثیں مدون ہوئیں ، علماء نے صحیح اور غلط حدیثوں کو چھانٹ کر علیحدہ کیا ، جرح و تعدیل اور ناسخ و منسوخ کے بارے میں کتابیں لکھیں ، قرآن کی ان گنت تفسیریں کیں ، اسی طرح احکام والی آیتوں کے لئے خصوصی طور پر مستقل کتابیں تحریر کیں ، احکام والی حدیثوں پر بھی مستقل کتابیں تصنیف کیں اور ان کی تشریح و توضیح کر کے ائمہ کے اختلافات ذکر کئے اور ہر امام کی دلیل بھی بیان کر دی ۔ طالب علم اور محققین کے لئے پہلے کے مقابلہ میں اس دور میں وسائل و ذرائع زیادہ فراہم ہیں ، کیونکہ تمام علوم و فنون میں بے شمار کتابیں چھپ چکی ہیں ، علوم کو منظم کر کے ان کے اصول و قواعد بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں ۔ لہٰذا اس دور میں براہ راست کتاب و سنت سے مسائل مستنبط کرنا کوئی مشکل نہیں حوصلوں کے پست ہونے کی بات مسلم ہے لیکن بہت سے ایسے بھی لوگ پائے جاتے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ تھکن اور سستی کس کو کہتے ہیں ۔ وہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے مسلسل جدوجہد اور رات دن ایک کر دیتے ہیں ۔ لہٰذا ہر انصاف پسند عقلمند شخص جو دور حاضر کی علوم و فنون کی ترقی سے واقف ہے ضرور اس بات کو تسلیم کرے گا کہ دلیل پر عمل کرنا ۔ یا یہ کہئے کہ اجتہاد کرنا ۔ پہلے کے مقابلہ میں آج زیادہ آسان ہے ۔ البتہ اجتہاد کی قسمیں ہو سکتی ہیں ، یعنی اگر وہ تمام فقہی مسائل میں مجتہد نہ ہو تو بعض مسائل میں تو اجتہاد کر ہی سکتا ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی معتبر امام کے قول پر عمل کرنا

اور اگر وہ کتاب و سنت سے کسی مسئلہ کو اخذ کرنے سے قاصر ہو اور کیفیت یہ ہو جائے کہ آیا وہ اپنی رائے پر عمل کرے یا کسی امام کے قول پر تو ایسی حالت میں ہم کہیں گے کہ اپنی رائے پر اکتفا کرنے کے بجائے کسی امام کے قول پر عمل کرنا بہتر اور اولیٰ ہے۔ بلکہ اس شخص پر جو دلیل کو جاننے سے قاصر ہو واجب ہے۔

لیکن عقلمند و بے وقوف، عام و خاص، عربی و عجمی اور جو پیدا ہو چکے اور جو ابھی پیدا نہیں ہوئے تمام لوگوں پر یہ حکم لگانا کہ کوئی بھی مجتہد ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ نسبتی مجتہد ہی کیوں نہ ہو جیسے مجتہد مذہب[1] تو بخدا یہ حقیقت سے بعید تر اور مبالغہ آمیز بات ہے اور ناعاقبت اندیشی کی دلیل ہے اس قول سے وہ نیک مقاصد جائز نہیں ہو سکتے جن کا مقلدین نے اظہار کیا ہے۔ کیونکہ نیک مقصد حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کر سکتا ہے۔

---

[1] مجتہد مذہب اس مجتہد کو کہتے ہیں جو اپنے امام کے نصوص و قواعد کو شارع کے نصوص کی جگہ رکھتا ہے اور ان نصوص و قواعد کی روشنی میں ان احکام کو مستنبط کرتا ہے جن کی اس کے امام نے صراحت نہیں کی۔ وہ اپنے امام کے اقوال و فتاویٰ سے تجاوز نہیں کرتا۔ اگر اس کو اپنے امام کی نص مل جائے تو پھر وہ کسی دوسرے قول کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مجتہد بھی ہے جس کو مجتہد ترجیح کہتے ہیں۔ اس کی حیثیت مذکورہ مجتہد سے کمتر ہوتی ہے۔ اس کو مجتہد فتویٰ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی ذمہ داری صرف اتنی ہوتی ہے کہ دلیل کی قوت کے ذریعہ بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دے۔ اسکو کوئی جدید مستقل یا تابع استنباط تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ تمام بحث اصول فقہ کی کتابوں کا حصہ ہے۔ قدیم و جدید علماء نے اجتہاد اور اس کے شروط و اقسام کے متعلق مستقل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا مقلدین کا یہ کہنا کہ انہوں نے سیوطی اور انہی جیسے دیگر ائمہ کے اجتہاد کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا تو یہ ان کے تعصب، دشمنی، اور حسد کی دلیل ہے۔ یہ ان کے عیوب و مفاسد ہیں نہ کہ خوبی اور اچھائی کہ اس پر فخر کیا جائے اور اس کو حجت بنا کر پیش کیا جائے۔ عقل صحیح اور علم راسخ کے ترازو میں اس قول کا کوئی وزن نہیں ہے۔

اور یہ بات کہ بہت سے متبحر علماء نے اجتہاد کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ائمہ اربعہ کے مسلک کو اپنایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

یہ حکم صحیح نہیں ہے، اس میں کچھ مبالغہ آمیزی ہے۔ درحقیقت علماء کی چند قسمیں ہیں۔ ایک قسم ان علماء کی ہے جو اجتہاد کے درجہ کو نہ پہونچ سکے کیونکہ انہوں نے تحقیق و جستجو نہیں کی، بلکہ انہی اقوال سے متاثر ہو گئے اور مشائخ کی لکھی ہوئی کتابوں پر قناعت کر بیٹھے، اونچے مقام تک پہونچنے کی کوشش نہیں کی ۔ کچھ علماء ایسے تھے جنہیں پوری پوری صلاحیت تھی لیکن انہوں نے عوام کی موافقت، جمہور کے طعن و تشنیع اور ان بہت سے لوگوں کی تیکھی تنقیدوں سے بچنے کے لئے بظاہر کسی امام کے مسلک کو اپنایا جو اجتہاد کے دعویداروں پر تنقید کرتے تھے، اور اس پر بدعت، گمراہی اور کتاب و سنت کے دائرہ سے خروج کا الزام لگاتے تھے۔ اسی لئے ایسے علماء اپنے اجتہاد کو چھپائے رکھتے تھے اور کبھی اشارہ و کنایہ میں اس کا اظہار بھی کر دیتے تھے۔ مثلاً یوں کہتے "انا اختار کذا" (میں اس کو پسند کرتا ہوں)۔ ورنہ آپ ہی بتلائیے کیا عز بن عبد السلام، امام نووی، حافظ سیوطی، حافظ عینی، ابن عبد البر، شاطبی، ابن قدامہ، اور انہی جیسے دیگر بلند پایہ علماء کرام مقلد محض ہو سکتے ہیں جنہیں ماخذ و دلیل اور حجت و تعلیل کا علم نہ ہو؟

بعض علماء نے اپنے اجتہاد کا برملا اظہار بھی کیا ہے، انہوں نے لوگوں کے اختلاف اور طعن و تشنیع کی کوئی پرواہ نہیں کی جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، حافظ سیوطی، محمد بن علی شوکانی، محمد بن اسماعیل الامیر، نواب صدیق حسن خاں، اور دیگر متقدم و متاخر بلند پایہ علماء

اگر مقلدین یوں کہتے کہ اجتہاد اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے۔ جو شخص علوم و فنون خصوصاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کے علم کے حصول کی خاطر جدوجہد کرے گا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا اور اس میں اجتہاد کی بھی صلاحیت پیدا ہو جائے گی خواہ وہ تمام مسائل میں ہو یا بعض میں ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آج اکثر لوگوں کے حوصلے پست ہو چکے ہیں ۔ ان پر دنیا کی محبت اور تن آسانی غالب آ چکی ہے اور ان میں پہلے لوگوں کی طرح محنت کا جذبہ نہیں رہا اس لئے ہم صرف ائمہ کے اقوال پر عمل کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں ۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی انسان کو وسیع علم سے نوازدے اور اس میں اجتہاد کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اس کے اجتہاد کو تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔ مجتہد لوگوں سے یہ نہیں کہتا کہ اس کی اتباع ان پر فرض ہی ہے ، اور نہ کسی پر اس کی اتباع واجب ہی ہے ۔ البتہ اگر مجتہد کسی مسئلہ میں قرآن وحدیث سے دلیل پیش کردے تو اس دلیل پر عمل کرنا واجب ہے نہ کہ اس مجتہد کے ذاتی قول پر ۔ کیونکہ اس کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ ان چیزوں کو ہمارے سامنے کھول کر رکھ دے جو ہم سے مخفی ہیں ، لیکن اتباع وپیروی تو درحقیقت کتاب اللہ اور سنت رسول ہی کی ہوگی ۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور تمام علماء کی حیثیت رہنما کی ہے جو صرف اس راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جس پر ہمیں چلنا ہے ، اگر مقلدین اس طرح کی بات سمجھتے تو زیادہ معقول اور بہتر ہوتی لیکن خدا رحم کرے انہوں نے اتنا مبالغہ کیا کہ اجتہاد کو بالکل شجر ممنوعہ قرار دے دیا اور یہ کہہ دیا کہ اس کا دروازہ ہی بند ہو چکا ہے ۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ ہر بند دروازہ کی ایک کنجی ضرور ہوتی ہے تو اس دروازہ کی کنجی کہاں ہے ؟

اگر وہ کہیں کہ اس کی کنجی ہے ہی نہیں تو یہ انتہائی ظلم اور غلط بات ہے ۔ اس کی کنجی علوم و فنون ، فہم وذکاوت ، اور وہ تمام وسائل وذرائع ہیں جو اس اجتہاد کے مقام تک پہنچاتے ہیں ۔ یہ وسائل وذرائع حسب توفیق ہر دور میں رہے ہیں اور اس دور میں بکثرت اور وافر طور پر موجود ہیں ۔

مقلدین سے یہ بھی پوچھا جائے کہ اس دروازہ کو کس نے بند کیا ؟ اگر تم ہی اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بند کرنے والے ہو تو تمہاری بات سنی اور مانی نہیں جائے گی ۔ تمہاری بات کی کوئی دلیل نہیں ۔ اور اگر اللہ نے اس کو بند کیا ہے تو یہ بات کبھی بھی صحیح نہیں ہو سکتی ۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و برتر ہے ۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ۔

ہر دور میں لوگوں کو اجتہاد کی ضرورت تھی اور اس دور میں زیادہ ہے

اس میں دو رائے نہیں کہ ہر دور میں لوگوں کو ایسے مجتہدین کی سخت ضرورت رہی ہے جو ان کے نت نئے مسائل کو حل کر سکیں جن کا پہلے وجود نہیں تھا ۔ اور مفتی و قاضی کا فرض ہے کہ وہ بنیادی سرچشموں یعنی کتاب و سنت ، اجماع ، اور قیاس وغیرہ[1] کے ذریعہ نو پیدا مسائل کا حل معلوم کریں ۔

جب ہر دور میں اجتہاد اور مجتہدین کی سخت ضرورت رہی ہے تو دور حاضر میں جس کو ماڈرن اور مشینی دور کہا جاتا ہے اور جس میں ایسے ایسے نئے معاملات اور تجارتیں وجود میں آگئی ہیں جن سے پہلے لوگوں کو واسطہ نہیں پڑا تھا ایسے دور میں اجتہاد اور مجتہدین کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے ۔ تاکہ اس دین حنیف کو اور اجاگر کیا جاسکے جو ہر انسان کی اس کی مناسب حیثیت کے مطابق ضرورت پوری کرتا اور نت نئے مسائل کا فیصلہ کن حل پیش کرتا ہے ۔ موجودہ صورتحال

---

[1] امام مالک کے نزدیک مصالح مرسلہ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک استحسان کا اضافہ ہے ۔ (مصالح مرسلہ کی تعریف پہلے گذر چکی ہے ۔ استحسان کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں اسی جیسے دوسرے مسائل کا حکم دیکھ کر تخفیفاً اس کے خلاف کرنا ۔ مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جو تقاضے ہیں ان کو پورا کرنا مقلدین کے بس کا روگ نہیں۔

رہا مقلدین کا یہ شبہ کہ مذاہب اربعہ کی کتابوں پر اکتفا کرلینا چاہیے تو اس کے کئی جواب ہیں:۔

(۱) اول یہ کہ ان کتابوں پر اکتفا کرنے اور صرف مذاہب اربعہ کے اقوال پر عمل کرنے کی دعوت دینا نری تقلید کی دعوت دینا ہے اور تقلید پر پہلے گفتگو ہو چکی ہے۔

(۲) دوم جہالت اور اندھے پن کی دعوت دینا ہے کیونکہ مقلد اور اس جانور میں کوئی فرق نہیں جو جس طرف چاہے ہانک دیا جاتا ہے۔

(۳) سوم یہ شرعی علوم یعنی تفسیر، حدیث، اور فقہ صحیح کے گلا گھونٹنے کی طرف دعوت دینے کے مترادف ہے۔

(۴) یہ جمود و تعطل کی طرف دعوت دینا ہے۔ اسی دعوت کا نتیجہ ہے کہ علماء جمود و تعطل کے شکار ہو گئے، علم شریعت کے میدان میں پیش رفت کرنے سے رک گئے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے شریعت اسلامی کو ٹھوکر مار کر کفریہ قوانین بنائے، کیونکہ مقلدین کے خیال میں ان کے لئے ان کے علماء کی کتابیں کافی ہیں، وہ تفسیر و حدیث صرف تبرک کے لئے پڑھتے ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگوں کے نت نئے مسائل کا حل اور ان کی ضرورتیں پوری نہ کر سکے۔

(۵) پانچویں بات یہ ہے کہ فقہ کی کتابوں میں ہر نئے مسئلہ کا حل موجود نہیں۔ اور جو حل موجود ہیں وہ بھی بعض اوقات محض رائے وقیاس ہوتے ہیں ان کی بنیاد قرآن و حدیث پر نہیں ہوتی۔ یا دلیل اتنی کمزور ہوتی ہے کہ اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ دوسری طرف ایسی آیت یا صحیح حدیث موجود ہوتی ہے جس سے ان نئے مسائل کا حکم مستنبط کیا جا سکتا ہے۔ کچھ مسائل ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا حکم زمان و مکان کے بدلنے سے بدل جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ اور انکے متبعین کی کتابوں سے بے نیازی ممکن نہیں

یہاں یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ مسلمانوں کو ہمیشہ اجتہاد اور مجتہدین کی ضرورت رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

لیکن یہ ممکن نہیں کہ ہم اپنے ماضی اور سلف صالحین نے جو زبردست فقہی ذخیرہ ہمارے لئے چھوڑ رکھا ہے اس کو یکسر فراموش کر دیں۔ کسی بھی علم وفن پر بحث وتحقیق کرنے والے کے لئے یہ محال ہے کہ وہ اپنے پیش رو علماء محققین کی علمی کاوشوں سے چشم پوشی کر سکے۔ یہ نادانی ہو گی کہ کوئی انسان کسی بھی علم کے محل کی تعمیر کے بارے میں سوچے لیکن اپنی نوع کے دوسرے لوگوں سے تعاون نہ لے۔ اس میں شک نہیں کہ ائمہ اربعہ اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کی مختلف علوم وفنون خصوصاً علم شریعت پر لکھی گئی کتابوں سے اعراض کرنا زبردست جہالت اور بہت بڑی خود فریبی ہے۔ کوئی عقلمند شخص ایسا نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ شخص کرے جو علم کا دعویدار ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خَلَف (بعد میں آنے والے لوگ) اپنے سلف (گذشتہ ہوئے لوگوں) کو معتمد اور بنیاد بنائیں گے اور ہر نسل اپنے سے پہلے والی نسل سے استفادہ کرے گی اور وہ بھی صحیح روایت اور مدون کتابوں سے اخذ کر کے۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ آدمی انہی فقہی کتابوں پر جامد ہو کر نہ رہ جائے اور کتاب وسنت کے دلائل سے منہ موڑے اور یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ اجتہاد ممکن نہیں۔ کیونکہ اس قسم کا دعویٰ بہت سے لوگ نیک نیتی کی وجہ سے کرتے ہیں وہ یہ کہ ہر وہ شخص مجتہد ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھے جس میں اجتہاد کی صلاحیت بھی نہیں۔ گذشتہ ادوار میں خصوصاً دور حاضر میں اجتہاد کی یہ شرطیں شاذ ونادر ملتی ہیں حالانکہ اس بات کی ہم پہلے تنقید کر چکے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے لوگ یہ بات اس مقصد کے تحت کہتے ہیں کہ وہ شریعت مطہرہ کو لوگوں کے سامنے ایسی شکل میں پیش کریں جو اس کے شایان شان نہیں اور یہ باور کرائیں کہ شریعت کے اصول و قواعد بے لچک ہیں وہ نت نئے مسائل کو حل کرنے کے لئے کافی نہیں تاکہ یہ گروہ کا فرانہ ملحدانہ اصول و مبادی کو درآمد کرسکیں اور یہ حجت قائم کرسکیں کہ شریعت اسلامیہ ان مسائل کو حل کرنے سے قاصر ہے۔

اس باطل دعوے کے پس پشت کچھ لوگوں کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کرنا ہوتا ہے، ایسے لوگوں کے پاس اتنا زور بیان اور ایسا خوشنما انداز ہوتا ہے کہ سننے والا فوراً اس کی طرف جھک جاتا اور اس سے متاثر ہو جاتا ہے۔

اعتدال کی راہ

اس سلسلہ میں معتدل بات یہ ہے کہ عوام کے لئے ضروری ہے کہ وہ علماء سے پوچھیں، انکی اقتدا کریں، اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کریں، لیکن جو لوگ فقہ، تفسیر، حدیث، اصول، اور عربی زبان کا علم رکھتے ہوں، ناسخ و منسوخ، مطلق و مقید، اور عام و خاص کو جاننا ان کے لئے ممکن ہو، اور علماء کے اختلافات اور ان کے دلائل سے واقف ہوں تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ ان کی نظر میں جو دلیل صحیح ہو یا اپنے مسلک سے زیادہ مضبوط ہو، اسی پر عمل کریں، مسلک کو چھوڑ دیں خواہ وہ اجتہاد مطلق یا اجتہاد مذہب کے درجہ تک پہنچے ہوں یا نہ پہنچے ہوں۔

جو لوگ اجتہاد مطلق یا اجتہاد مذہب کے درجہ تک پہنچنا یا دلیل پر عمل کرنا ممنوع قرار دیتے ہیں وہ فاش غلطی پر ہیں اور اللہ کی وسیع رحمت اور بندوں پر اس کے فضل کو تنگ کرنا چاہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقلدین کی اس بات کا جواب کہ آیت او حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل نہیں کیا جائے گا

مقلدین نے یہ جو کہا کہ اگر آیت اور حدیث مسلک کے مخالف ہو تو خواہ وہ صحیح ہی کیوں نہ ہو اس کے ظاہری مفہوم پر عمل نہیں کیا جائے گا (بلکہ اس کی تاویل کر دی جائے گی) اسی طرح اگر کسی صحابی کا قول مسلک کے مخالف ہو تو اس پر بھی عمل نہیں کیا جائے گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

یہ قول انتہائی لغو، فاسد اور باطل ہے چاہے وہ اس کو کتنی ہی حسین و جمیل شکل میں کیوں نہ پیش کریں اور اس کے جواز میں کیسے ہی نیک مقاصد کا اظہار کیوں نہ کریں کہ وہ حدیث یا صحابی کے قول پر اپنے مسلک کو فوقیت نہیں دینا چاہتے ہیں۔ وغیرہ۔ حق بات تو یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے نزدیک صحیح یا حسن حدیث ثابت ہو جائے اور کوئی ایسی حدیث نہ معلوم ہو سکے جو اس کے لئے مخصص یا ناسخ یا مقید کی حیثیت رکھتی ہو تو مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس حدیث پر عمل کرے چاہے کسی معتبر امام کا قول اس کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ ویسے اکثر مطابق ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واجب کی ہے آپ کے علاوہ کسی کی اتباع واجب نہیں کی۔ آپ کو چھوڑ کر ہر شخص کی بات کو مانا بھی جا سکتا ہے اور ٹھکرایا بھی جا سکتا۔

تقلید سے متعلق یہ چند باتیں تھیں جو آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلیدی اور مسلکی تعصب کا کیا حکم ہے ؟

تقلید کے متعلق پہلے جواب دیا جا چکا ہے ۔ جہاں تک مسلکی تعصب کی بات ہے چاہے وہ عام مسالک کے متعلق ہو یا مروجہ مسالک میں سے کسی خاص مسلک کے متعلق تو یہ انتہائی گھٹیا چیز ہے اور بے عقلی اور کم علمی کی دلیل بھی ہے ۔ کیونکہ جو مضر اور مذموم اختلاف عقیدہ اور مذہب کا اختلاف ہے ۔ جیسا کہ مختلف عقیدے رکھنے والے لوگ ایک دوسرے کو کافر و فاسق کہتے ہیں ۔ لیکن جہاں تک فقہی جزئیات میں اختلاف کا سوال ہے تو صحابہ کرام بھی آپس میں اختلاف رکھتے تھے ۔ لیکن انہوں نے ایک دوسرے سے تعصب اور دشمنی نہیں کی ۔ یہی حال تابعین تبع تابعین ، اور ائمہ کرام کا بھی تھا ۔

درحقیقت مسلمانوں کو اختلاف کرنا ہی نہیں چاہیے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ أَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ (الانبیاء : ۹۲)	یہ تمہاری جماعت ایک جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں ، تو میری ہی عبادت کیا کرو ۔

اور فرمایا :

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (الانفال : ۴۶)	اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے ۔

شیخ سید رشید رضا « شرح کبیر » اور « المغنی » کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں ۔

چونکہ فہم و دانے میں اختلاف ہونا انسانی فطرت ہے
اور لوگ ہمیشہ سے اختلاف کرتے آرہے ہیں ، اور اللہ نے
ان کو اسی لئے پیدا بھی کیا ہے اس لئے اسلام میں مذموم اختلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اس صورت کے ساتھ کر دیا گیا جب وہ فرقہ بندی کی بنیاد پر قائم ہو یا فرقہ بندی کا سبب بن سکتا ہو۔ سلف صالحین کا اسی پر عمل رہا۔ انہوں نے عقائد اور اصول دین کے بارے میں قیاس ورائے کے دروازے کو کھولنے پر پابندی لگا دی تھی اور عقائد کے معاملہ میں یہ فرض قرار دے دیا تھا کہ جو کچھ منقول ہے اس کو بغیر کسی تاویل کے مان لیا جائے۔ اجتہاد کو عملی احکام خصوصاً معاملات کے ساتھ خاص کر دیا تھا جو شخص کسی سے اجتہادی مسائل میں اختلاف رکھتا وہ اسکو معذور سمجھتا، اس کو اپنے فکر و فہم کی تائید و موافقت کرنے پر مجبور نہیں کرتا تھا۔

اس کے بعد بہت سے اکابر علماء نے اس بات کی کوشش کی کہ احکام کے مسائل میں علماء کا جو اختلاف ہے اس کو اس امت کے حق میں رحمت اور دین کی آسانی کا ذریعہ ثابت کریں جو کتاب وسنت کے نصوص سے ثابت ہے۔ اور اس طرح فرقہ بندی کے ان نقصانات سے بچ جائیں جن کی وجہ سے گذشتہ قوموں کی دنیا بھی برباد ہوئی تھی اور دین بھی اور جن کے متعلق اللہ نے ڈرایا کہ ہم بھی ان کی طرح نہ ہو جائیں فرمایا۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوا ۔ الی قولہ	اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا ....
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا	اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۙ (آل عمران ۱۰۴، ۱۰۵)

اور احکام بین کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا۔

بعض کتابوں میں ایک حدیث ہے جو زبان زد خاص و عام بھی ہے وہ یہ کہ " اختلاف امتی رحمۃ " (یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے) چونکہ حدیث کی کسی کتاب میں اس روایت کی کوئی سند نہیں ملی اس لئے بعض لوگوں نے کہا کہ شاید یہ محدثین کی ان کتابوں میں مروی ہوگی جو ہم تک نہیں پہنچ سکی ہیں۔

لیکن مسلکی تعصب رکھنے والے کو یہ برداشت نہ ہوسکا کہ اختلاف امت رحمت ثابت ہو۔ ان میں سے ہر ایک نے سختی کے ساتھ اپنے مسلک کی تقلید کو فرض قرار دیا اور اس مسلک سے وابستہ افراد کو اس بات کی اجازت نہ دی کہ وہ انتہائی ضرورت کے وقت بھی کسی دوسرے مسلک کی تقلید کرسکیں۔ اس سلسلے میں لوگوں کے درمیان اتنے مناظرے ہوئے اور ایک دوسرے پر اتنی کیچڑ اچھالی گئی کہ تاریخ و تراجم کی کتابیں مثلاً امام غزالی کی کتاب " احیاء علوم الدین " وغیرہ اس سے بھری پڑی ہیں۔ اگر کوئی کسی ایسے شہر میں رہتا جہاں کے لوگوں کا مسلک اس کے مسلک سے مختلف ہوتا تو ان لوگوں میں اس کی حیثیت خارشی اونٹ کی سی ہوتی تھی۔

اصول و فروع میں اختلاف رکھنے والوں کے درمیان اتنی لڑائیاں ہوئیں کہ تاریخ کے صفحات سیاہ ہوگئے۔ جبکہ فروعی اختلاف اتنی اہمیت کا حامل نہیں کہ اس کی خاطر لڑائی کی جائے اس دور میں چونکہ اختلاف کے اسباب کم ہوچکے ہیں اس لئے اکثر شہروں میں اختلافی جھگڑے کم ہوتے جارہے ہیں۔ لیکن اکا دکا بدترین حادثے بھی سننے میں آجاتے ہیں۔ مثلاً کسی افغانی حنفی نے ایک آدمی کو اپنے بازو میں سورۂ فاتحہ پڑھتے سن لیا تو اس کے سینہ پر اتنی زور سے گھونسا مارا کہ وہ پیٹھ کے بل زمین پر گر پڑا اور مرنے کے قریب ہوگیا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی شخص نے ایک نمازی کی شہادت کی انگلی توڑ دی کیونکہ وہ تشہد میں انگلی اٹھائے ہوئے تھا۔ گذشتہ صدی کے اخیر میں طرابلس شام میں مسلکی تعصب رکھنے والے ایک دوسرے کو اس حد تک پریشان کرتے تھے کہ بعض شافعی شیوخ مجبور ہو کر مفتی صاحب کے پاس گئے اور ان سے عرض کیا کہ ہماری اور احناف کی مسجدیں الگ کر دیجئے کیونکہ ان کے فلاں فقیہ ہم کو ذمیوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ انہوں نے حنفی مرد کی شافعی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں پرانے اختلاف کو پھر چھیڑ دیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شافعی عورت کے ساتھ شادی جائز نہیں۔ کیونکہ اس کا ایمان مشکوک ہے۔ یعنی شوافع اور اشاعرہ وغیرہ کے نزدیک ایک مسلمان کے لئے یوں کہنا جائز ہے کہ "میں انشاء اللہ مومن ہوں" اور کچھ لوگ ذمیوں پر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ شافعی عورت سے نکاح جائز ہے۔

تعصب، ایذا رسانی، اور اجتہادی آراء کے ذریعہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا کہاں تو یہ اور کہاں سلف صالحین کا یہ رویہ کہ وہ لوگ آسانی کو پسند کرتے تھے اور شریعت میں اللہ کی مرضی کے مطابق آسانی ہی پر عمل کرتے تھے تاکہ شریعت میں تنگی کا وجود نہ رہ سکے۔ وہ مسلمانوں میں تفرقہ اندازی سے بچنے کے لئے اپنے اپنے اجتہادی آراء کا سہارا لیتے تھے۔ ہر شخص کی اجتہادی رائے کسی نہ کسی طور پر نصوص یا شارع کی حکمت پر مبنی ہوتی تھی۔ مشہور و معروف ائمہ بھی کسی مسئلہ میں حتمی فیصلہ صادر نہیں کرتے تھے۔ اور یہ نہیں کہہ دیتے تھے کہ میرے نزدیک یہ مکروہ ہے یا قبیح ہے بلکہ اس کے بجائے اس طرح کہا کرتے تھے کہ سائل احتیاطاً اس طرح کرے یا میرے نزدیک یہ محبوب نہیں۔ یا یہ میرے نزدیک مستحسن ہے وغیرہ۔ امام احمد بن حنبل اجتہادی مسائل میں یا جس مسئلہ میں کتاب و سنت کے واضح نصوص نہ ہوتے ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے ائمہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

سید رشید رضا آگے لکھتے ہیں:

عملی احکام جو فقہ کا موضوع ہیں ان میں کچھ ایسے ہیں جو قطعی اور متفق علیہ دلیل سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہیں جیسے اسلام کے ارکان، اور ظاہری و باطنی فواحش کی حرمت۔ مشہور تفصیل کے مطابق آدمی ان احکام پر ایمان رکھنے سے مومن ہوتا ہے اور ان کا انکار کرنے یا انکی مخالفت کو جائز سمجھنے سے کافر ہو جاتا ہے اور ان کی مخالفت کرنے سے فاسق کہلاتا ہے اور کچھ احکام ایسے ہیں جن میں غور و فکر اور اجتہاد کی گنجائش ہے۔ اس قسم کے احکام میں علماء امت کا اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو نصوص کے روایت کرنے یا ان کے مفہوم و معنیٰ میں اختلاف تھا یا پھر نصوص ہی کا علم نہ ہو سکا جس کی وجہ سے مسائل کے استنباط میں قواعد عامہ کی طرف رجوع ہونا پڑا یا قیاس کی طرف جس کی حجیت میں اختلاف ہے[1]

لیکن اس کے باوجود علماء کا اس بات پر اتفاق تھا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی نص کی مخالفت کرتا ہے جو اس تک نہیں پہونچ سکی یا نادانی میں کسی غیر قطعی الدلالت نص کے مفہوم کی مخالفت کرتا ہے یا یہ کہ اس نے کسی مسئلہ میں کوئی چیز شارع کی مراد کو معلوم کرنے کی کوشش کی اور اس کے نزدیک اس مسئلہ میں کوئی چیز راجح قرار پائی حالانکہ وہ غلط ہے تو ایسا شخص معذور ہے۔ جب وہ اس معاملہ میں معذور سمجھا جا سکتا ہے تو کیا دوسروں کے اجتہاد کی مخالفت کرنے پر وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوئے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کو:

واثمهما اكبر من نفعهما (البقرۃ: ۲۱۹) مگر ان کے نقصان ان کے فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں۔

---

[1] ظاہریہ اور بعض معتزلہ نے قیاس کی حجیت کا مطلق انکار کیا ہے۔ اور بعض اہل اصول اس کو اسباب احکام، حدود اور کفارات میں اور بعض عبادات کے اندر ممنوع قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے دین کو مکمل کرنے سے عبادتیں مراد ہیں۔ اور بعض لوگوں نے اس کو تعبدی امور کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے جیسے وہ تمام احکام جنہیں عقل کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ عبادات کے معاملہ میں کتاب و سنت کے ظواہر پر عمل کیا جائے اور دنیوی احکام میں مصالح کا اعتبار اور اجتہاد میں توسع اختیار کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام امت پر شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی دلیل نہیں قرار دی بلکہ صرف اپنے لئے حرام قرار دیا، لیکن جن لوگوں نے اس کو حرمت کی دلیل سمجھا، شراب اور جوا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ جب شراب، جوئے، آستانے، تیر سے فال نکالنے، تمام چیزوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (المائدہ ۹۰) یہ سب گندے اور شیطانی کام ہیں اور قطعی طور پر ان کے حرام ہونے کا حکم اترا۔

فاجتنبوہ الی قولہ ۔۔۔ اس سے پرہیز کرو ۔۔۔

فہل انتم منتہون ۔ (المائدۃ، ۹۱) ۔۔۔ تو کیا تم باز آؤ گے؟

تو ان چیزوں کے چھوڑنے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہو گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو عام قانون قرار دیا جس کا ہر مومن مخاطب تھا۔ وہ تمام صحابہ جو شراب پیتے تھے انہوں نے اپنے پاس کی بچی کھچی شراب بہا دی۔ اس واقعہ سے علماء سلف نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہی چیز عام قانون قرار پا سکتی ہے جو اس درجہ صحیح، واضح اور قطعی ہو۔ لیکن اگر کوئی چیز صراحت و صحت میں اس سے کم ہو اور اس کے متعلق روایت یا دلالت میں اجتہاد کی گنجائش ہو تو اس میں وسعت ہے۔ ہر مومن اس پر عمل کرنے کا مکلف نہیں۔ صرف وہی شخص مکلف ہوگا جس کے نزدیک وہ پایہ ثبوت کو پہونچ چکی ہو یا اسے اپنے مفتی پر بھروسہ ہو کہ وہ اس کو جانتا ہے اور وہ دیندار بھی ہے۔ لہذا اس معاملہ میں اس کی تقلید کرے۔ علماء و ائمہ اس بات کو جائز نہیں سمجھتے تھے کہ کسی کو اس طرح کے احکام کی تعمیل پر مجبور کیا جائے یا اس کی خاطر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اصول تھا کہ جس مسئلہ میں اجتہاد کی گنجائش ہوتی اگر لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرتے تو آپ ہر شخص کو اس کے اپنے اجتہاد پر قائم رہنے دیتے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ آپ نے غزوۂ احزاب کے موقعہ پر صحابہ کو تاکید کی تھی کہ دیار بنی قریظہ سے پہلے کوئی نماز عصر نہ ادا کرے۔

(لا يصلين احد العصر الا فی بنی قريظة) لیکن راستہ میں عصر کا وقت ہوا تو کچھ صحابہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز ادا کرلی اور کچھ نے منزل پر پہنچ کر ادا کی۔ اس کے باوجود جس گروہ نے ظاہر لفظ پر عمل کرکے بنو قریظہ پہونچ کر نماز پڑھی آپ نے اس کو اپنے اجتہاد پر قائم رکھا۔ اور جس گروہ نے معنی مفہوم کا استنباط کرکے راستہ ہی میں پڑھ لی اس کی بھی تصویب کی۔

اسی بنیاد پر امام مالکؒ نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ خلیفہ منصور عباسی تمام مسلمانوں کو انکی کتاب "موطا" پر عمل درآمد کرنے پر مجبور کرے جبکہ انہوں نے انتہائی تلاش و جستجو کے بعد روایتیں جمع کی تھیں اور علماء حجاز نے بھی ان کی اس کتاب کی تائید و موافقت کی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب لوگ ان میں سے کسی مجتہد امام سے فتویٰ پوچھتے تو وہ اس بات سے سختی سے روکتے تھے کہ ان کے فتوے کو دین سمجھ کر اس کی تقلید نہ کی جائے یا اس کو فرقہ بندی کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور یہی وجہ ہے کہ ایک امام دوسرے امام کے اجتہاد پر بھی عمل کرتا تھا تاکہ اس کو رخصت سمجھ کر یا مسلمانوں کی جماعت کی موافقت میں۔

امام احمد بن حنبل کے متعلق منقول ہے کہ ان کے یہاں حجامت بنوانے اور پچھنا لگوانے سے وضو ضروری ہوجاتا ہے۔ ایک بار ان سے پوچھا گیا، اگر کوئی شخص امام کو دیکھے کہ اس نے پچھنا لگوایا اور دوبارہ وضو نہیں کیا تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ آپ نے جواب دیا: امام مالک اور سعید بن مسیب کے پیچھے میں کیسے نہ نماز پڑھوں؟[1] اور ایک روایت میں ہے آپ نے سائل کو یہ جواب دیا: کیا میں تم کو فلاں فلاں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکتا ہوں؟

امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب خون نکلنے کی وجہ سے وضو کرنا ضروری سمجھتے تھے لیکن امام ابویوسف نے ہارون رشید کو دیکھا کہ اس نے پچھنا لگوایا اور بغیر وضو کئے امامت کی (امام مالک نے ہارون رشید کو فتویٰ دے رکھا تھا کہ پچھنا لگوانے سے وضو ضروری نہیں) امام ابویوسف نے بھی اس کے پیچھے

---

[1] اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ امام مالک اور سعید بن مسیب کے نزدیک یہ چیز ناقض وضو نہیں تھی۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھی اور اس کا اعادہ نہیں کیا۔ اسی طرح امام ابو یوسف نے ایک مرتبہ حمام میں غسل کیا اور جمعہ کی نماز پڑھی ، نماز کے بعد پتہ چلا کہ وہ حمام میں مردہ چوہیا تھی ، اس کے باوجود آپ نے نماز کا اعادہ نہیں کیا بلکہ فرمایا : ہم اپنے حجازی بھائیوں کے قول پر عمل کرتے ہیں کہ " پانی دو قلے ہو تو اس پر نجاست اثر انداز نہیں ہوتی " یہ آپ نے بطور تقلید نہیں کہا تھا بلکہ آپ کو اس کی دلیل بھی معلوم تھی یعنی " قلتین " والی حدیث جس کو آپ نے خود ہی ذکر کیا ہے ، لیکن یہ حدیث بطور روایت و دلالت غیر قطعی ہے ۔ (رشید رضا کا اقتباس ختم شد)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ مسلمین سے ہماری محبت اور ان کا احترام

جو لوگ اس جواب سے واقف ہو چکے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم چاروں مسلک کا پہلے بھی احترام کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔ اور ائمہ کرام کی فضیلت وعظمت کے معترف بھی ہیں، کیوں نہ ہوں جبکہ انہوں نے شریعت مطہرہ کی زبردست خدمت کی۔ اللہ کے عائد کردہ فرائض بے کم وکاست انجام دیئے، وہ لوگ زہد وتقوی علم وعمل، اور ایمان واخلاص میں قابل تقلید نمونہ تھے۔ مسلمانوں کی اکثریت ان کی مداح اور انکی محبت وعظمت پر متفق ہے۔ ان کے فضائل اور صفات ستودہ کے بیان میں بے شمار روایات وارد ہیں۔ علماء نے ان کے مناقب، فضائل اور علمی مہارت کے متعلق متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ ان کا سوانحی خاکہ گذشتہ صفحات میں "تقلید واجتہاد کا کیا حکم ہے؟" کے زیر عنوان بالتفصیل گذر چکا ہے۔ ہم اللہ کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور انکی شان میں گستاخی کرنے والوں سے نفرت رکھتے ہیں۔ خدا ہمارے شیخ احسائی عبدالعزیز بن صالح کو غریق رحمت کرے انہوں نے کیا خوب کہا،

أَئِمَّةُ حَقٍّ كَالشُّمُوْسِ اشْتِهَارُهُمْ فَمَا نُظَنُّوْا إِلَّا عَلَىٰ مَنْ بِهِ عَمِيٌّ

(یہ لوگ ائمہ حق ہیں جو سورج کی طرح روشن ہیں۔ ان کو وہی شخص نہیں دیکھ سکتا جو بصارت سے محروم ہو)

لیکن جہاں ہمیں ائمہ اربعہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، لیث، اوزاعی، داؤد بن علی الظاہری اور نخعی جیسے دوسرے فقہاء اور محدثین رحمہم اللہ اجمعین کی عظمت ومحبت کا اعتراف ہے وہیں ہم پر اور ہر مسلمان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں اپنی کتاب اور اپنے رسول کی سنت کی تعظیم کا جو حکم دیا ہے اس کو بجا لائیں اور ادھر ہی چلیں جدھر حق ہو۔ ہمیں ہر حالت میں اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ صرف کتاب وسنت کی پیروی کریں اور انہی دونوں کو ہر چیز پر فوقیت دیں۔ ائمہ کرام کی جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنی قدر و منزلت ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کتاب و سنت کی خدمت کی۔ ان کا مطالعہ کیا۔ اور حتی الوسع ان سے احکام مستنبط کئے۔ اس لئے اگر ہم کو ان ائمہ میں سے کسی کا قول کتاب و سنت کے مخالف معلوم ہو تو ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں اس امام کا قول چھوڑ دے۔ کیونکہ ان ائمہ کو تمام احادیث کا علم تو نہ تھا۔ ان سے بہت سی چیزیں چھوٹ بھی گئی ہیں۔ چنانچہ کچھ حدیثیں ایسی ہیں جو ان کو نہ معلوم ہو سکیں جس کی وجہ سے وہ اس پر عمل نہ کر سکے اسی طرح کچھ حدیثیں ایسی بھی ہیں جو ان کو ضعیف سندوں سے پہنچی تھیں لہٰذا انہوں نے ان کو چھوڑ دیا پھر بعد میں کچھ دوسری سندوں سے ان کی صحت ثابت ہوئی لیکن ان کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ وہ اس سلسلہ میں بھی معذور ہیں کہ انہوں نے بعض احادیث کو صحیح سمجھ کر اسی کے مطابق فتویٰ دیا۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ ضعیف ہیں لیکن انہوں نے اس ضعف پر عمل نہیں کیا۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ائمہ مجتہدین سے غلطی نہیں ہوئی اور انہوں نے قرآن و حدیث کے کسی حکم کی مخالفت نہیں کی البتہ ان کی غلطی اور کتاب و سنت سے ان کی مخالفت جان بوجھ کر نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے علم کے مطابق کہا۔ بہرحال وہ معذور ہیں۔ ان کو اس کا ثواب ملے گا۔ جس نے صحیح اجتہاد کیا اس کے لئے دوہرا اجر ہے اور جس نے غلطی کی اس کے لئے صرف ایک اجر جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران، واذا حکم فاخطاء فله اجر واحد

قاضی فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اس کو دوہرا اجر ملے گا۔ اور غلط فیصلہ کیا تو صرف ایک اجر۔

یہ ہماری یا اہلحدیثوں یا سلفیوں کی طرف سے کوئی نئی بات نہیں، ائمہ اربعہ خود ہی کہتے آئے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے ان اقوال کو چھوڑنے کی تاکید کرتے تھے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں

(۱) چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

کوئی شخص ایسا نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی نہ کسی حدیث سے ناواقف نہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا :

لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث معلوم ہو جائے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس حدیث کو کسی کے قول کی خاطر چھوڑے ۔

اور فرمایا :

جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مسلک ہے ۔

اور فرمایا :

جس مسئلہ میں میرے قول کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث مل جائے میں اس قول سے زندگی میں اور موت کے بعد رجوع ہوتا ہوں ۔

(۲) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا :

کسی کے لئے ہمارے قول پر عمل کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک اسے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ ہم نے اس کو کہاں سے حاصل کیا ہے ۔

اور فرمایا :

اگر میں نے کوئی ایسی بات کہی ہو جو کتاب اللہ یا حدیث رسول کے مخالف ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو ۔

(۳) امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا :

میں انسان ہوں ، غلط بھی کہہ سکتا ہوں اور صحیح بھی ۔ اسلئے میری رائے کو دیکھو اگر وہ قرآن و حدیث کے موافق ہو تو اس پر عمل کرو اور کتاب و سنت کے موافق نہ ہو تو چھوڑ دو ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا :

ہر شخص کی بات مانی بھی جاسکتی ہے اور ٹھکرائی بھی جاسکتی ہے
سوائے اس قبر والے کے ۔ اس سے آپ کا اشارہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف تھا ۔

(۴) امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا :

نہ میری تقلید کرو نہ مالک کی نہ شافعی کی نہ اوزاعی کی نہ
ثوری کی بلکہ ان لوگوں نے جہاں سے لیا وہیں سے لو ۔

امام شافعی کے شاگرد امام مزنی نے اپنی مشہور کتاب "مختصر" کے شروع میں بسم اللہ کے بعد فرمایا :

میں ابو ابراہیم بن یحییٰ مزنی ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ کہتا ہوں کہ
میں نے اس کتاب کو محمد بن ادریس شافعی کے علم میں سے مختصر
کیا ہے تاکہ اس کو ان کے عقیدت مندوں کے سامنے پیش
کروں ، ساتھ ہی یہ بھی بتاؤں کہ امام شافعی نے اپنی اور دوسروں
کی تقلید سے منع کیا ہے ۔ (ختم شد)

یہ ہیں ائمہ کرام رحمہم اللہ کے واضح اور دوٹوک اقوال ۔ ان تمام اقوال میں صاف طور پر کتاب وسنت پر عمل کرنے اور ان کے علاوہ دوسری تمام چیزوں کو چھوڑنے کی تاکید کی گئی ہے ۔ ہماری ان باتوں سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید کو حرام کہہ رہے ہیں بلکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو دین کا کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو اس کو دلیل سے معلوم کرے اگر دلیل سے نہ معلوم ہو سکے تو وہ کسی ایسے امام کی تقلید کر سکتا ہے جس کے علم وتدین کی لوگ گواہی دیتے ہوں جیسے ائمہ اربعہ میں سے کوئی ایک امام ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مخصوص مسلک کی پابندی ضروری نہیں

خلاصہ کلام یہ کہ کسی مخصوص مسلک کی اس طرح پابندی ضروری نہیں کہ اس کی ذرا بھی مخالفت نہ کی جائے۔ کیونکہ کسی مخصوص امام کی پیروی کرنا اور کسی بھی مسئلہ میں اس کی مخالفت نہ کرنا اور اس کے علاوہ کسی کے قول کو نہ ماننا چاہے اس کی دلیل مضبوط ہی کیوں نہ ہو یہی مذموم ہے۔ کیونکہ یہ رتبہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اللہ نے ہم پر آپ کی اتباع فرض کی ہے اور آپ کی مخالفت کسی صورت جائز نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون (ال عمران: ۱۳۲)
خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور فرمایا:

وما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا (الحشر: ۷)
جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو، اور جس چیز سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔

اور فرمایا:

ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا (الاحزاب: ۳۶)
جو کوئی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔

ان کے علاوہ اور بے شمار آیتیں ہیں جن میں صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ ہر چیز میں آپ کی اتباع واجب ہے۔

مسلمان کا فرض ہے کہ وہ قرآن یا حدیث کی صحیح دلیل کو اپنائے خواہ وہ اس کے مسلک کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اس کو دلیل نہ معلوم ہو تو کسی بھی مسلک کے معتبر ذی علم اور متدین عالم سے دریافت کرے۔ پھر اس عالم کا کام یہ ہے کہ وہ اس کو اسطرح جواب دے کہ اس مسئلہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم یہ ہے، اور اس کی قرآن و حدیث سے یہ دلیل ہے۔ اگر عالم دلیل کی روشنی میں فتویٰ نہ دے سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ جس مسلک کا متبع ہے اسی کے مطابق فتویٰ دے یا پھر دوسرے کے مسلک کے مطابق دے۔

جب آپ کو یہ معلوم ہو چکا کہ مسلمان پر قرآن و حدیث کی اتباع فرض ہے اور ان کی خلاف ورزی کرنے والے کے لئے سخت وعید آئی ہے اور یہ ثابت ہو چکا کہ علماء، مجتہدین اور بلند پایہ ائمہ کرام صحیح بھی کہہ سکتے ہیں اور غلط بھی اور ان کو ہر حال میں اجر و ثواب ملتا ہے اور جب آپ ان کے اقوال پڑھ چکے ہیں جنہیں انہوں نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے، اور تمام مذاہب کے فقہاء کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ ان کا آپسی اختلاف رحمت ہے[1] تو اس سب کے بعد یہ گھٹیا مسلکی تعصب چہ معنی دارد؟ ایسا مذموم تعصب جو مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر سکتا ہے۔ شاید قارئین یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے جو بات کہی اس میں مقلدین اور تقلید کے علمبرداروں پر حملہ کیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں میں عرض کروں گا۔

تمام مقلدین اپنے امام کے قول کے طرف دار اور متعصب نہیں۔ ان میں بہتیرے ایسے بھی ہیں جو عدل و انصاف کے زیور سے آراستہ اور سلف کی راہ پر گامزن ہیں، دلیل کو ملتے ہیں، اور تعصب و ہٹ دھرمی سے دور ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہ کلی طور پر اپنے مسلک سے دستبردار نہیں ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس درجہ کو نہ پہونچ سکے کہ براہ راست دلیل پر عمل کریں لیکن وہ یہ بھی نہیں کہتے کہ اگر تم حنفی ہو تو شافعی کی بات مت مانو یا شافعی ہو تو حنفی کی بات مت مانو۔ ہماری بات کے مصداق وہ مقلدین خصوصاً متاخرین میں سے وہ لوگ ہیں جو کسی مخصوص مسلک کی پابندی فرض سمجھتے ہیں اور اس سے سر مو انحراف کرنا ناجائز تصور کرتے ہیں، بلکہ کچھ لوگ

---

[1] یہ لوگ "اختلاف امتی رحمۃ" (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) والی حدیث سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہ حدیث صحیح نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اندر غلو پسندی اور مسلکی تعصب اس قدر بھرا ہوا ہے جس کو نہ عقل تسلیم کر سکتی ہے نہ شریعت میں اس کا کوئی جواز ہے۔ جیسے بعض احناف یہ کہتے ہیں کہ تشہد میں کلمہ کی انگلی اٹھانا جائز نہیں جبکہ کلمہ کی انگلی اٹھانے کے سلسلہ میں صحیح حدیث ثابت ہے۔ حتیٰ کہ کچھ لوگ اگر کسی کو تشہد میں انگلی اٹھاتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس کی انگلی ہی توڑ دیتے ہیں۔ اس کو شیخ رشید رضا نے "المغنی" کے شرح میں بیان کیا ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

احناف کی کتاب "مجمع الانہر" میں ہے:

شافعی عورت سے نکاح جائز نہیں کیونکہ شوافع اپنے ایمان میں انشاء کہتے ہیں۔ مثلاً یوں کہتے ہیں "میں انشاء اللہ مومن ہوں"

احناف اپنے اس قول کی توجیہ کہ شافعی عورت سے نکاح صحیح نہیں، یہ کرتے ہیں کہ انشاء کہنے والے والے کو اپنے ایمان کے بارے میں شک ہے، اور جو اپنے ایمان میں شک کرے نہ اس کا ایمان صحیح ہے نہ اسلام۔ اس بنا پر اس سے نکاح صحیح نہیں۔ یہ تمام شوافع کی کھلم کھلا تکفیر ہے جبکہ ایمان میں انشاء اللہ کہنا سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔ صحابہ، تابعین، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل، اور دوسرے ائمہ کرام کا بھی یہی مسلک تھا۔ ابو منصور ماتریدی جن کی احناف عقائد میں تقلید کرتے ہیں اس کے مخالف ہیں۔

ابو الحسن کرخی [1] جو عراق میں احناف کی سرد آوردہ شخصیت اور استاذ الکبراء تسلیم کیے جاتے تھے کہتے ہیں [2]:

---

[1] تاریخ التشریع الاسلامی للخضری۔ [2] کرخی کے اس قول سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے قول پر اپنے قول کو مقدم رکھنے کے قائل ہیں۔ انصاف پسند حضرات ذرا کرخی کے قول اور اللہ کے اس ارشاد کے درمیان موازنہ کریں۔ "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر ایسی آیت جو ہمارے اصحاب کے مسلک کے خلاف ہو وہ یا تو منسوخ ہوگی یا اس کی تاویل کی جائے گی۔ اسی طرح جو بھی حدیث ایسی ہوگی اس کی بھی تاویل کی جائے گی یا وہ منسوخ ہوگی۔

فرض تو یہ تھا کہ مسلک کے اقوال کا قرآن و حدیث سے موازنہ کیا جاتا جو قول صحیح ہوتا اس کو لے لیا جاتا اور جو صحیح نہ ہوتا اس کو چھوڑ دیا جاتا۔ لیکن ابو الحسن کرخی نے قضیہ بالکل الٹ دیا، انہوں نے مسلک کو اصل قرار دیا۔ وہ قرآن و حدیث کا موازنہ اپنے حساب سے کرتے ہیں، قرآن و حدیث کی جو چیز مسلک کے موافق ہو اس کو لیتے ہیں اور جو مسلک کے مخالف ہو اس کو منسوخ قرار دیتے یا اس کی تاویل کرتے ہیں۔

احناف کی بعض کتابوں مثلاً "تنقیح الحامدیۃ" میں ہے۔

جو حدیث ابو حنیفہ کے مسلک کے مخالف ہو اس کے بارے میں یہ کہنا جائز نہیں کہ وہ امام موصوف کو معلوم نہ ہو سکی۔

گویا احناف امام موصوف کے بارے میں یہ تصور رکھتے ہیں کہ وہ معصوم ہیں ان سے کوئی چیز نہیں چھوٹ سکتی اور نہ وہ کسی مسئلہ میں غلطی کر سکتے ہیں، اور یہ کہ وہ تمام احادیث کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ صرف انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ

یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم (مومنو! خدا اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو بے شک خدا سنتا، جانتا ہے)۔ اور اس آیت کے درمیان "فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم ...... " (تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں مومن نہیں ہوں گے) تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ تعصب کیا کیا گل کھلاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے لوگ خواہ علم واجتہاد اور زہد وتقویٰ کے کتنے ہی بلند درجہ پر فائز ہوں ان کے اقوال صحیح بھی ہو سکتے ہیں اور غلط بھی۔

انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں کے بارے میں معصوم ہونے کا دعویٰ شیعوں کا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک معصومیت رسولوں کے لئے بھی ہے اور بارہ اماموں کے لئے بھی۔ اللہ آپ کو ہدایت دے، ذرا غور کیجئے متعصب آدمی کو کہاں پہنچا دیتا ہے کہ وہ اس طرح کی گھٹیا باتیں کہنے لگتا ہے جو عقل ونقل کے سراسر خلاف ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ شاید وہ عقل وحواس سے بے بہرہ تھا اسی لئے اس نے ایسی بات کہی جو علم وانصاف تو بہت دور عقل سلیم کا بھی پتہ نہیں دیتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلکی تعصب

خرابیاں اور نقصانات

کسی مخصوص امام کے مسلک یا مروجہ مسالک کی طرفداری اور بیجا تعصب سے متعدد عیوب و مفاسد لازم آتے ہیں :

(۱) اوّل یہ کہ یہ لوگ مسلکی تعصب کی وجہ سے صحیح نصوص کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ دین کی بنیاد و اساس صرف اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی اتباع ہے۔ اور کفر کی بنیاد اللہ اور اس کے رسول کے احکام کا انکار ہے ۔

ایمان کے تحقق کے لئے اللہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ لوگ اپنے اختلافی معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کی عدالت میں فیصلہ لے جائیں اور ان کا جو حکم ہو اس کو دل کی گہرائیوں کے ساتھ تسلیم کریں۔ اللہ نے فرمایا :

فلا وربك لا يومنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما ۔ (النساء ۶۵)	تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہونگے۔

اللہ نے اپنے اور اپنے رسول کے حکم کی خلاف ورزی سے بہت سخت ڈرایا ہے۔ فرمایا :

فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم (النور ۶۳)	جو لوگ ان کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آپڑے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو جائے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلکی تعصب رکھنے والوں کی نصوص کی خلاف ورزی کی ایک مثال احناف ہیں جو تشہد میں انگلی اٹھانے کے مخالف ہیں جیسا کہ پہلے گذر چکا حتیٰ کہ ملا علی قاری اپنے رسالہ میں جس کو انہوں نے انگلی اٹھانے کی تائید اور متبعین کی تردید میں لکھا ہے، کہتے ہیں۔

"میدانی نے یہ بڑی تعجب خیز بات کہی کہ دسویں چیز حرام ہے اور وہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا ہے جیسا کہ اہلحدیث کرتے ہیں یعنی وہ جماعت جو علم حدیث کی جامع ہے۔ یہ میدانی کی فاش غلطی اور عظیم جرم ہے جس کی بنیاد اصول و قواعد سے ناواقفیت ہے۔ اگر ان سے حسن ظن نہ ہوتا اور اس کی وجہ سے ان کی بات کی تاویل نہ کی جاتی تو ان کا کفر وارتداد اس میں صاف جھلکتا ہے۔ کیا کوئی مومن ایسی چیز کو حرام کہہ سکتا ہے جس کا کرنا تقریباً متواتر روایات سے ثابت ہو؟ اور کسی ایسی چیز سے روک سکتا ہے جس کے جواز پر عام علماء برسوں سے متفق ہوں؟ جبکہ امام اعظم کا کہنا ہے کہ کسی شخص کو ہمارے قول پر اس وقت تک عمل جائز نہیں جب تک اسے کتاب وسنت کی دلیل اور اس مسئلہ کے بارے میں اجماع امت اور قیاس جلی کا علم نہ ہو جائے۔"[۶۸]

اس سے ملا علی قاریؒ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے قاعدہ کی رو سے تشہد میں انگلی اٹھانا ضروری ہے کیونکہ وہ حدیث سے ثابت ہے۔

اسی طرح مالکیہ اور احناف رکوع سے اٹھتے وقت، اعتدال کے وقت، اور پہلے تشہد سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے کے مخالف ہیں۔ جبکہ انھیں یہ معلوم ہے کہ ان تینوں موقعوں پر ہاتھ اٹھانے کے بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہیں، سوائے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے کہ اس پر تمام مذاہب متفق ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح احناف کی نصوص کی خلاف ورزی کی ایک مثال یہ ہے کہ وہ جبری طلاق کو جائز قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح ان کی نصوص کی خلاف ورزی کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ وہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے وجوب کے قائل نہیں ہیں۔

جہاں تک ایک نص کے کچھ حصہ کو ماننے اور کچھ کو نہ ماننے کی بات ہے تو اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی۔ جیسا کہ علامہ ابن قیمؒ نے ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک مثال یہ ہے کہ،

یہ لوگ (یعنی احناف) یہ کہتے ہیں کہ ملاقاۃ کی وجہ سے پانی ناپاک ہو جائے گا خواہ اس میں تبدیلی ہو یا نہ ہو۔ اس سلسلہ میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اگر کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کر دے تو وہ ناپاک نہیں ہوگا جب تک دو قلوں سے کم نہ ہو۔

اور شوافع کہتے ہیں کہ خرید و فروخت میں تین دن سے زیادہ اختیار نہیں۔ اس سلسلہ میں حدیث مُصَرَّاۃ سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ ایک عجوبہ ہی ہے، کیونکہ وہ حدیث مصراۃ کے سخت منکر ہیں اس کے بالکل قائل نہیں۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کو اس کی اتباع کرنی چاہئے اور اگر صحیح نہیں تو تین دن کی تعیین میں اس سے استدلال نہیں کرنا چاہئے۔ حالانکہ اس حدیث میں خیار شرط کا ذکر تک نہیں۔ اس میں جو بات کہی گئی ہے اس کے تو وہ مخالف ہیں لیکن وہ جس چیز پر دلالت نہیں کرتی ہے اسی سلسلہ میں اس سے استدلال کیا ہے۔

اس مسئلہ میں انہوں نے حبان بن منقذ کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جن کو خرید و فروخت میں دھوکہ دے دیا جاتا تھا، جس کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین دن کا اختیار دے رکھا تھا۔ لیکن وہ (اس حدیث سے استدلال کرنے کے باوجود) اس پوری حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دھوکہ کی صورت میں اختیار کے قائل نہیں ہیں خواہ مشتری - لَاخِلَابَۃَ - (یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوکہ نہ کرو) کہے یا نہ کہے، اور خواہ نقصان تھوڑا ہو یا زیادہ کسی صورت میں بالکل اختیار نہیں۔

اسی طرح وہ اس شخص سے حد ساقط مانتے ہیں جو اپنے بیٹے کی لونڈی یا ام ولد سے زنا کرلے استدلال اس حدیث سے کرتے ہیں۔ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيكَ ۔ (تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے)۔

لیکن اس حدیث میں جو بات کہی گئی ہے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ باپ کو اپنے بیٹے کے مال میں سے کچھ بھی لینے کا حق نہیں، اس کے لئے اس کے بیٹے کے مال میں پیلو کی لکڑی یا اس سے بھی بڑی یا چھوٹی چیز لینا جائز نہیں سمجھتے۔ اور اگر باپ پر بیٹے کا قرض ہو یا وہ اپنے بیٹے کی کوئی چیز ضائع کرے تو اس کے جرمانہ میں اس کو قید کرنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

مالکیہ جمعہ کے دن امام کے خطبہ دینے کے دوران بات چیت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ استدلال اس حدیث سے کرتے ہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آنے والے شخص سے کہا تھا، "اے فلاں کیا تم نے بیٹھنے سے پہلے نماز پڑھی؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "کھڑے ہو اور دو رکعت نماز پڑھو" ۔ لیکن عین جو چیز اس حدیث میں بتائی گئی ہے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے نماز نہ پڑھے۔

(۲) مسلکی تعصب کی دوسری خرابی یہ ہے کہ اس سے مسلمانوں میں لڑائی جھگڑے اور دنگے فساد ہوتے ہیں اور ان میں فرقہ بندی ہوتی ہے۔

حالانکہ قرآن کریم ان مضامین سے بھرا پڑا ہے جن میں اتحاد و اتفاق اور الفت و محبت کی دعوت دی گئی ہے۔ اور فرقہ بندی اور اختلاف سے منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ — سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔ اور خدا کی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا

(آل عمران : ۱۰۳)

مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔

اور فرمایا:

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (الانفال : ۴۶)

اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوافع پر احناف کا حملہ

شیخ محمد عباسی اپنی کتاب "مسلکی تعصب کی بدعت" میں کہتے ہیں:

احناف نے اپنی کتابوں میں شوافع پر زبردست حملے کئے ہیں۔ ان میں سے ایک حملہ وہ ہے جس کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے کہ انہوں نے حنفی مرد کی شافعی عورت کے ساتھ شادی کو حرام کہا، پھر اہل کتاب پر قیاس کر کے اس کو جائز قرار دیا۔ لیکن کسی شافعی مرد کی حنفی عورت کے ساتھ شادی کو جائز نہیں کہا۔

اور ایک حملہ وہ ہے جو کتاب "مراقی الفلاح الحنفی" کے مولف نے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۲ پر نجس کنوئیں کے پانی کے متعلق جس میں کوئی جانور گر کر مر جائے اور پھول جائے کہا کہ: "اگر اس کے پانی سے آٹا گوندھ لیا گیا تو اس آٹے کو کتوں کے سامنے ڈال دیا جائے یا مویشیوں کی غذا بنادی جائے۔ اور کچھ لوگوں کا قول ہے کہ کسی شافعی کو فروخت کر دیا جائے!" دیکھئے یہاں اس فقیہ نے العیاذ باللہ کتوں اور شوافع کو ایک صف میں کھڑا کر دیا ہے۔

اسی پر بس نہیں معاملہ اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ چکا ہے۔ چنانچہ دمشق کے حنفی قاضی محمد بن موسیٰ البلاساغونی متوفی ۵۰۶ھ کی سوانح عمری میں ہماری نظروں سے ان کا یہ قول گذرا ہے وہ کہتے ہیں:

"اگر میرا بس چلتا تو میں شوافع سے جزیہ لیتا"

بہت سے حنفی فقہاء کا تو یہ فتویٰ ہے کہ شافعی امام کے پیچھے کسی حنفی کی نماز باطل ہے۔ ابن الہمام کہتے ہیں کہ ابو الیسر نے کہا:

کسی شافعی کے پیچھے کسی حنفی کا نماز پڑھنا جائز نہیں
کیونکہ مکحول النسفی نے اپنی کتاب "الشعاع" میں روایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے کہ نماز میں رکوع کرتے وقت یا رکوع سے اٹھتے
وقت رفع الیدین کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ عمل
کثیر میں داخل ہے۔ اور کچھ احناف مثلاً قاضی خاں نے شوافع
کے پیچھے نماز پڑھنے کو اس صورت میں جائز قرار دیا ہے جب
وہ متعصب نہ ہو اور نہ اپنے ایمان میں شک کرنے والا ہو۔
بابرتی نے بھی اپنی کتاب "شرح العنایۃ علی الہدایۃ۔ حاشیہ
فتح القدیر ۱/۳۱۰" میں ایسا ہی کہا ہے۔

احناف پر شوافع کا حملہ

شوافع نے حنفی حملوں کا جواب اس طرح دیا کہ انہوں نے ایسی کتابیں لکھیں جنمیں حنفی مسلک کی تنقیص و تحقیر کی گئی اور اس کے کچھ اقوال کا مذاق اڑایا گیا۔ اس سلسلہ میں ان کی مشہور کتاب "مغیث الحق فی ترجیح المذہب الحق" ہے جو امام الحرمین ابوالمعالی الجوینی کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں ابوحنیفہؒ کے مسلک کے عیوب اور اس کی غلطیاں بتائی گئی ہیں۔ اور بہت سے مسائل میں ان کی تردید کی گئی ہے۔ یہاں اس کتاب کے کچھ اقتباسات نقل کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ اس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ دونوں مسلکوں کے درمیان کس قدر بغض و عداوت اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اس مسلکی تعصب سے کتنے خطرناک نتائج برآمد ہوئے اور مسلمانوں میں کتنی پھوٹ پڑی۔

جوینی کہتے ہیں:

"جو شخص نبیذ کے گڑھے میں ڈوب جائے اور کتے کا غیر
مدبوغ چمڑا پہنے۔ اور نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کہنے
کے بجائے اس کا ترکی یا ہندی میں ترجمہ کرے اور قرآن کی صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آیت "مُدھامَّتان" کے ترجمہ پر اکتفا کرے، پھر رکوع کرے بغیر مرغ کی طرح دو مرتبہ ٹھونگیں مارے، اور دو سجدوں کے بیچ میں نہ بیٹھے اور نہ تشہد کرے، پھر نماز کے اخیر میں سلام پھیرنے کے بجائے جان بوجھ کر ہوا خارج کرے، اور اگر سلام پھیرنے سے پہلے ہی غیر شعوری طور پر ہوا خارج ہو جائے تو دوبارہ وضو کرکے جان بوجھ کر ہوا خارج کرے اور اسی سے نماز ختم کر دے۔

پھر جوینی کہتے ہیں:

ہر صاحب دین فیصلہ کر سکتا ہے کہ اللہ نے کسی بھی نبی کو ایسی نماز دے کر نہیں بھیجا اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی نماز کی تبلیغ کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ جبکہ نماز اسلام کا محور اور دین کا ستون ہے۔ وہ[1] یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ اقل واجب ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی نماز دے کر بھیجا گیا ہے۔ اس کے علاوہ باقی سب آداب و سنن ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان تمیم الدولہ یمین الملۃ ابوالقاسم محمود سبکتگین۔ رحمہ اللہ۔ ابوحنیفہ کے مسلک کا پیروکار تھا۔ اسے علم حدیث سے کافی شغف تھا۔ لوگ اس کے سامنے اپنے اساتذہ سے حدیثیں سنتے تھے وہ بھی حدیثیں سنتا اور ان کی تشریح کرواتا۔ اس نے دیکھا کہ اکثر حدیثیں شافعی مسلک کے موافق ہیں۔ اس نے مَرْو میں فریقین کے فقہاء کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا کہ وہ ایک مسلک کے دوسرے مسلک پر راجح ہونے پر بحث و مباحثہ کریں۔ چنانچہ اس بات پر اتفاق

---

[1] مراد ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ اس کے سامنے دونوں مسلک کے مطابق دو دو رکعت نماز پڑھی جائے۔ تاکہ وہ اس کو دیکھ لے اور غور و فکر کر کے جو مسلک بہتر ہو اختیار کر لے۔

چنانچہ شافعی مسلک کے پیرو قفال المروزی نے پہلے شافعی مسلک کے مطابق انتہائی کامل طہارت اور ستر و استقبال قبلہ کے تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ نماز پڑھی اور تمام ارکان سنن، آداب اور فرائض اچھی طرح ادا کئے۔ یہ ایسی نماز تھی کہ امام شافعی اس کے علاوہ دوسری نماز جائز ہی نہیں سمجھتے تھے۔

پھر ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق دو رکعت ادا کی۔ چنانچہ کتے کا دباغت دیا ہوا چمڑا پہنا اور اس کے چوتھائی حصہ کو نجاست سے آلودہ کر لیا اور کھجور کی نبیذ سے وضو کیا۔ گرمی کا موسم تھا بے شمار مکھیاں اور مچھر ان سے لپٹ گئے۔ وضو بھی الٹا کیا۔ پھر قبلہ رو ہو کر نیت کئے بغیر نماز شروع کر دی اور فارسی میں تکبیر تحریمہ کہا۔ پھر فارسی ہی میں ایک آیت (دو برگک سبز) تلاوت کی۔ پھر مرغ کی طرح دو ٹھونگیں ماریں، نہ رکوع کیا نہ دو سجدوں کے بیچ میں بیٹھے۔ پھر تشہد کیا اور اخیر میں سلام پھیرنے کے بجائے ہوا خارج کی اور کہا: حضور یہ ہے ابو حنیفہ کی نماز؛ سلطان نے کہا: اگر یہ ابو حنیفہ کی نماز نہ ہوگی تو میں تمہیں قتل کر دوں گا، کیونکہ کوئی صاحب دین ایسی نماز کو جائز نہیں کہہ سکتا۔

احناف نے انکار کیا کہ یہ ابو حنیفہ کی نماز نہیں ہے۔ قفال نے فریقین کی کتابیں منگوائیں اور سلطان نے ایک عیسائی منشی کو پڑھنے کے لئے کہا۔ اس نے دونوں مسلک کو پڑھ کر سنایا۔ قفال کے قول کے مطابق یہ نماز ابو حنیفہؒ ہی کے مسلک میں پائی گئی، چنانچہ سلطان نے ابو حنیفہؒ کے مسلک کو چھوڑ کر شافعی مسلک کو قبول کر لیا۔

پھر جوینی کہتے ہیں۔

ابو حنیفہ جس نماز کو جائز کہتے ہیں اگر اس کو کسی عام آدمی کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ اسکو قبول ہی نہیں کر سکتا ہے۔ حالانکہ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز کے بارے میں ابو حنیفہ کا جب اتنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاسد عقیدہ ہے تو ان کا مسلک کتنا فاسد ہے ۔ سمجھ میں آسکتا ہے ۔

شافعی امام کے پیچھے حنفی مقتدی کی نماز کے باطل ہونے کے بارے میں احناف کے نظریہ کا بھی شوافع نے جواب دیا ۔ چنانچہ بعض شافعی فقہاء نے فتویٰ دیا کہ حنفی امام کے پیچھے شافعی مقتدی کی نماز باطل ہے ۔

امام نووی نے کہا ۔ (فرع) کسی شافعی نے کسی حنفی کی یا کسی حنفی نے کسی شافعی کی اقتدا کی ، حالانکہ حنفی کے نزدیک وضو کی نیت ضروری نہیں اور شافعی کے نزدیک ضروری ہے ، تو اس کی تین صورتیں ہیں ۔

ان میں ایک صورت بقول استاذ ابو اسحاق الاسفرائینی یہ ہے کہ شافعی کی اقتداء درست نہیں خواہ حنفی نے وضو کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو ، کیونکہ اگر وہ نیت کر بھی لے پھر بھی وہ اس کو واجب تو سمجھتا نہیں ہے لہٰذا وہ نہ کرنے کے برابر ہے ، ایسی صورت میں اس کا وضو ہی نہیں ہوا ۔

امام نووی نے یہ بھی کہا ؛

اگر کوئی حنفی کسی عورت کو چھولے یا نماز کے ارکان کو سکون واطمینان سے نہ ادا کرے تب بھی قفال کے نزدیک شافعی کا اس کی اقتدا کرنا درست ہے لیکن جمہور اس کے مخالف ہیں اور یہی صحیح بھی ہے ۔

قارئین کرام ! یہ ہیں دونوں مسلکوں کے ایکدوسرے پر حملوں کے چند نمونے ۔ اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ دونوں کے درمیان عداوت و دشمنی کی جڑیں کتنی پھیلی ہوئی تھیں ۔ جن لوگوں کے اقوال آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا شمار دونوں مسلکوں کے عظیم ترین اور بلند پایہ علماء میں ہوتا ہے ۔ آپ چاہیں تو تراجم کی کتابوں میں ان کی سوانح عمریاں دیکھ سکتے ہیں ۔ جب ان کا یہ حال ہے تو مبتدی طلبہ کا کیا حال ہوگا ؟ اور دونوں مسلک کے مقلدین عوام کالانعام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

(ختم شد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اس کے علاوہ تقلید کی اور بے شمار خرابیاں ہیں جن میں سے ایک خرابی یہ بھی ہے کہ مقلدین کی کتابیں ضعیف بلکہ بعض اوقات موضوع حدیثوں سے بھری ہوتی ہیں۔ اور وہ انہی پر احکام کی بنیاد رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک خرابی یہ بھی ہے کہ وہ ایک ہی مسلک کی پابندی کرتے ہیں اور دوسرے مسالک سے استفادہ نہیں کرتے۔ اور ایک خرابی یہ ہے کہ ان کی مسلکی کتابیں شرعی دلائل سے کوری ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں ہیں جنکی خرابی پوشیدہ نہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ مذموم اختلاف وہ ہے جو عقائد، منصب واقتدار، اور دنیا طلبی کے لئے کیا جائے۔ لیکن فقہی اختلاف اجتہادی اختلاف ہے اور مجتہدین معذور ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک فقہی اختلاف مذموم نہیں۔ کیونکہ وہ اجتہاد پر مبنی ہے۔ لیکن یہ اس صورت میں ہے جب اس اختلافی مسئلہ میں قرآن یا صحیح حدیث کی دلیل ہو۔ اور اس کے سمجھنے میں اختلاف ہو جائے۔ مثلاً ایک مجتہد سمجھے یہ امر وجوب کے لئے ہے۔ اور دوسرا سمجھے وہ استحباب کے لئے ہے یا یہ کہ ایک مجتہد کے نزدیک کوئی حدیث صحیح نہ ہو۔ یا اس کے علاوہ اور کوئی اختلاف ہو جس کا بیان پہلے گذر چکا ہے۔

جن مجتہدین نے حق تک پہنچنے کے لئے جدوجہد کی اور تعصب سے کام نہیں لیا ان کے اختلاف پر مواخذہ نہیں ہوگا وہ معذور ہیں۔ صحیح اجتہاد کرنے والے کو دوہرا اجر ملے گا اور غلط اجتہاد کرنے والے کو ایک اجر۔ یہ بات صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور ان کے پیروکاروں کے اختلاف پر صادق آتی ہے نہ کہ متعصب مقلدین کے اختلاف پر جن کے تعصب کے بعض عیوب ومفاسد ابھی بیان ہوئے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اپنے قول کی تائید میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کئے گئے اسی سلسلہ کا ایک سوال اور اس کا جواب نقل کر رہے ہیں ۔

علامہ شیخ الاسلام سے ایک سوال اور اس کا جواب

سوال : ایک شخص ایسا ہے جس نے کسی مسلک کے بابت تفقہ اور کافی بصیرت حاصل کر لی ہے ۔ بعدہ علم حدیث کی طرف رجوع ہوا تو اسے کچھ ایسی صحیح حدیثیں نظر آئیں جن کے مقابلے میں کوئی ناسخ یا مخصص یا معارض دلیل معلوم نہ ہو سکی ۔ جبکہ اس مسلک میں کچھ مسائل ایسے ہیں جن سے ان احادیث کی یکسر مخالفت لازم آتی ہے تو بتائیے ایسی صورت میں اسے اپنے مسلک پر عمل کرنا ضروری ہے ؟

علامہ ابن تیمیہؒ نے جواب دیا :

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ واضح ہو کہ کتاب اللہ ، سنت رسول ، اور اجماع امت تینوں سے یہ ثابت ہے کہ اللہ رب العزت نے بندوں پر صرف اپنی اور اپنے پاک رسول ہی کی اطاعت فرض کی ہے ۔ اس امت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی بھی شخص کے ہر ہر حکم کی اطاعت فرض نہیں کی ۔ حتیٰ کہ امت کی سب سے سچی اور نبی کے بعد سب سے افضل شخصیت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ " لوگو ! جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں تب تک تم میری اطاعت کرنا اور اگر خدانخواستہ اللہ کا نافرمان ہو جاؤں تو اب تم پر میری اطاعت واجب نہیں ۔

نیز یہ ایک مسلّم امر ہے کہ تمام مامورات و منہیات کے اندر رسول پاک کے علاوہ کوئی شخص معصوم نہیں ۔ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کو دیکھئے انہوں نے بھی لوگوں کو اپنے ہر ہر قول کی تقلید سے منع کیا ہے ۔ اور فی الواقع یہی واجب بھی ہے ۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذا رأي وهذا احسن ما رأيت فمن جاء برأي خير منه قبلناه۔ یہ میری رائے ہے اور میرے خیال میں یہ سب سے بہتر ہے، جو شخص اس سے بہتر رائے پیش کرے گا ہم اس کو قبول کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ جب امام موصوف کے عظیم شاگرد ابویوسفؒ کی دارالہجرت (مدینہ) کے امام مالک بن انس سے ملاقات ہوئی اور ابویوسف نے آپ سے سبزیوں کی زکوٰۃ اور صاع[1] کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے انھیں کتاب وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کو واضح طور پر بتا دیا۔ یہ سن کر امام ابویوسف کہہ پڑے، ابوعبداللہ! میں آپ کے قول کی طرف رجوع ہوتا ہوں مجھے جو چیز معلوم ہوئی اگر میرے استاد کو بھی معلوم ہوجاتی تو وہ بھی اسی طرح رجوع ہوتے جس طرح میں رجوع ہوا۔

علامہ ابن تیمیہ طویل گفتگو کے بعد فرماتے ہیں،

جس شخص کو علماء کے کسی متنازعہ فیہ مسئلہ کے اندر غور وخوض کرنے کے بعد دو قولوں میں سے کسی ایک قول کے ساتھ ایسے نصوص نظر آئیں جن کا کوئی معارض نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کو دو باتوں کا اختیار ہے۔ ایک یہ کہ یا تو وہ دوسرے قول کی محض اس وجہ سے اتباع کرے کہ وہ اس کے ہم مسلک امام کا قول ہے۔ لیکن یہ کوئی شرعی دلیل نہیں ہوئی بلکہ محض ایک عادت اور رسم ہے۔ جس طرح دوسرے لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کسی دوسرے امام کے مسلک کو مانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ اس قول کی اتباع کرے جو اس کی نظر میں قرآن وحدیث کے نصوص کے ذریعہ

---

[1] ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے حالانکہ حدیث سے یہ ثابت ہے کہ وہ سوا پانچ رطل عراقی کے برابر ہے۔ سبزیوں کے متعلق ابوحنیفہؒ کا خیال ہے کہ اس میں زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ حالانکہ کسی بھی معتبر حدیث میں سبزیوں کی زکوٰۃ کا ذکر نہیں۔ اسی لئے امام ابویوسف نے امام مالک کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے ان کو ان دونوں مسئلوں میں حدیث کا جو حکم تھا بتا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راجح معلوم ہو۔ ایسی صورت میں ایک امام کی موافقت اور دوسرے کی مخالفت لازم تو ضرور آئیگی لیکن وہ نصوص نبویہ کی عملی مخالفت سے بچ جائے گا۔

ہم نے یہ بات اس لئے کی کیونکہ یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ فلاں کا علم ناقص ہے اس کو اس مسئلہ میں مکمل اجتہاد کی صلاحیت نہیں۔ کیونکہ اس کا آلۂ اجتہاد کمزور ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کے اندر اجتہاد تام کی صلاحیت ہو اور اسے یہ یقین ہو کہ دوسرے قول کی تائید میں ایسی کوئی دلیل نہیں جس سے نص کی تردید لازم آتی ہو تو ایسے شخص پر نصوص کی اتباع فرض ہے۔ اگر وہ نصوص کی اتباع نہیں کرے گا تو ظن وتخمین اور ہوا وہوس کی پیروی کرنے والا کہلائے گا، اور اللہ اور اسکے رسول کا سب سے بڑا نافرمان شمار ہوگا۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دوسرے قول کی تائید میں ایسی دلیل ہے جو اس کے نص سے راجح ہے لیکن مجھے اس کا علم نہیں تو اس سے کہا جائے گا کہ ارشاد ربانی ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ بقدر استطاعت اللہ سے ڈرو

لہٰذا جس قدر بھی تمہیں اس مسئلہ میں علم وفقہ حاصل ہے وہی اس قول کے راجح ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے تمہیں اس کی اتباع فرض ہے۔ پھر اگر بعد میں یہ معلوم ہوجائے کہ اس نص کی کوئی مخالف دلیل بھی ہے جو راجح ہے تو تم ایک مجتہد مستقل کے حکم میں ہوگے جس کا اجتہاد بدل چکا ہو۔ کیونکہ حقیقت عیاں ہونے کے بعد کسی بھی انسان کا ایک قول چھوڑ کر دوسرا قول اختیار کرلینا پسندیدہ اور قابل ستائش امر ہے۔ بخلاف اس کے کہ وہ کسی قول پر بغیر دلیل وحجت کے اڑے رہے۔ اور اگر کوئی مقلد کسی حدیث کو سن کر اس کو چھوڑ دے خصوصاً اس وقت جبکہ اس حدیث کو ثقہ راویوں نے روایت بھی کیا تو ایسے وقت میں ترک نص کا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا۔

اگر یہ دروازہ ــــ یعنی صحیح حدیث پر اپنے مسلک کو ترجیح دینے کا دروازہ ــــ کھول دیا جائے تو اس سے سراسر اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے اعراض کیا جانے لگے گا، اور ہر امام کی اپنے متبعین میں وہی حیثیت ہوجائے گی جو ایک نبی کی اپنی امت میں ہوتی ہے۔ جبکہ یہ دین میں تحریف ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نصاریٰ کے اس طرز عمل کے مشابہ ہے جس کی اللہ نے اس آیت میں تردید کی ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ (التوبۃ، ۳۱)	انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا، حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے

علامہ ابن تیمیہ کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو حدیث کی صحت اور اس کے راوی کی ثقاہت کا یقین ہو اور اس حدیث کے مقابلہ میں کوئی مخصص یا ناسخ یا مخالف دلیل معلوم نہ ہو تو اس کا فرض ہے کہ اگر وہ کسی مسلک کا پابند ہے تو اپنے مسلک کو ترک کرے اور حدیث پر عمل کرے۔ اس کے خلاف کوئی عذر مقبول نہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ مجتہد ہے تو بات بالکل صاف ہے اس کے برعکس اگر کسی کو حدیث کی صحت کا علم نہ ہو یا وہ یہ سمجھتا ہو کہ قرآن کا ظاہری مفہوم یا قیاس یا کسی صحابی کا عمل اس حدیث کے مخالف ہے تو اگر ایسا شخص حدیث کو چھوڑ دے تو وہ کسی حد تک معذور سمجھا جا سکتا ہے۔

یہیں سے ہم جمہور مقلدین کی غلطی کا بھی پتہ لگا سکتے ہیں۔ بعض مقلدین نے تو سوال محض اسی وجہ سے کیا ہے کہ کسی مسلک کی پابندی ضروری قرار دیدی جائے اور ان کے بیان کردہ واہی تباہی عذروں کی بنا پر حدیث پر عمل کرنا چھوڑ دیا جائے۔ والحق احق ان یتبع۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ضروری تنبیہ

میں اس رسالہ کے قارئین کو وہ تمام باتیں بتا دینا چاہتا ہوں جن کا جاننا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے ۔

(۱) جمہور مقلدین کا یہ کہنا کہ ائمہ کرام کی وفات کے بعد ایک زمانہ سے اجتہاد کا دروازہ مطلقاً بند ہو چکا ہے ۔ بالکل غلط ہے ۔ کتاب وسنت اور اجماع امت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ۔ بلکہ یہ محض ایک رائے ہے جس کو متاخرین نے متقدمین سے ایک مسلمہ قضیہ کی حیثیت سے اپنا لیا ہے اور اس میں قیل وقال کی ادنی گنجائش کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ حالانکہ جمہور مقلدین کا یہ قول کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت نہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کی وسیع رحمت کو تنگ کرنے اور بندوں پر اس کی سب سے بڑی نعمت کی ناشکری کے مترادف ہے ۔

(۲) اجتہاد کی دو قسمیں ہیں :

(الف) اجتہاد مطلق : یعنی جس میں اجتہاد کی تمام شرطیں پائی جائیں ، یعنی احکام کی جملہ آیات واحادیث سے مکمل واقفیت ہو نیز قرآن وسنت ، عربی زبان ، اصول وضوابط ، اور اجماع واختلاف کی جگہوں کا مکمل علم ہو ۔

(ب) اجتہاد مقید : یعنی جس کے اندر مسائل کا استنباط امام کے متعین کردہ اصول وقواعد پر مبنی ہو ۔

(۳) بسا اوقات اجتہاد جزوی ہوا کرتا ہے ، بایں طور کہ وہ بعض مسائل میں اجتہاد سے کام لے اور بعض میں تقلید کرے ۔

(۴) فقہاء کرام کی معتبر کتابوں حتی کہ ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسرے فقہاء مثلاً ظاہریہ ، سفیان ثوری اوزاعی ، اور دوسرے لوگوں کے مسلک اور ان کی کتابوں کو بھی نظر انداز کر کے صرف اپنی سمجھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چند حدیثوں کے مطالعہ پر اکتفا نہیں کر لینا چاہئے۔ بلکہ جس طرح احادیث کا مطالعہ کرے اسی طرح دوسرے علماء کے فقہی اقوال کو بھی پڑھے تاکہ علماء کے اختلافات اور ان کے دلائل سے واقف ہو جائے۔ علماء کی کتابوں سے اعراض اور ان کے افکار و آراء کی توہین و تذلیل ایک خود سر جاہل یا ہٹ دھرم شخص ہی کر سکتا ہے۔

(۵) تقلید: دلیل کے جانے بغیر دوسرے کے قول پر عمل کرنے کا نام تقلید ہے۔ اس میں بہت اختلاف ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اجتہاد کی پوری پوری صلاحیت رکھتا ہو اس کیلئے کسی دوسرے امام کی تقلید حرام ہے۔ اسی طرح جس عالم کے اندر بعض فقہی مسائل میں اجتہاد کی اہلیت ہو اس کے لئے بھی ان مسائل میں دوسروں کی تقلید کرنا حرام ہے۔ رہا وہ شخص جو اجتہاد کے درجہ پر فائز نہیں لیکن احادیث کا مطالعہ کرتا ہے اور ان کو سمجھتا ہے اور وہ کسی معتبر مسلک سے وابستہ بھی ہے، اگر اس کو کسی مسئلہ میں کوئی ٹھوس شرعی دلیل مل جائے اور اپنے مسلک کی دلیل کمزور معلوم ہو تو اس کا فرض ہے کہ جس حدیث کی نہ کوئی معارض دلیل ہو نہ مخصص نہ ناسخ نہ مقید اس پر عمل کرے اور اس مسئلہ میں اپنے مسلک کو چھوڑ دے۔

یہ نہ کہا جائے کہ ہمارے مسلک کے امام یا دوسرے مسالک کے ائمہ نے شاید یہ قول اس لئے اپنایا ہوگا کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی معارض یا مخصص یا ناسخ یا مقید دلیل نہیں۔ کیونکہ اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے۔

ہمیں اس قسم کے احتمالات کی وجہ سے صحیح احادیث و نصوص کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کو جو صحیح دلیل معلوم ہو جائے اسی پر عمل کرے، ظنون و احتمالات کے پیچھے نہ پڑے، کیونکہ وہ اپنے علم ہی کے مطابق عمل کرنے کا مکلف ہے، نہ کہ یہ تمام علوم اور تمام اختلافات کا احاطہ کرے۔ یہ نہایت اہم نکتہ ہے اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے بہت سے مقلدین اکثر اسی طرح کی غلط باتوں سے حجت کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

گذشتہ بیانات کا خلاصہ

۱۔ تقلید: دلیل کے جانے بغیر دوسرے کے قول پر عمل کرنا۔

۲۔ اگر کوئی شخص قرآن یا حدیث یا اجماع یا قیاس کے دلائل کے ذریعہ کسی مسئلہ کو سمجھ سکتا ہو اس کے لئے دوسرے کی تقلید جائز نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ مجتہد مطلق یا مجتہد مذہب ہی ہو، بلکہ صرف اتنی صلاحیت ہو کہ پیش آمدہ مسئلہ کی دلیل کا استخراج کر سکے۔

۳۔ اجتہاد جزوی بھی ہوتا ہے۔ یعنی انسان بعض مسائل میں مجتہد اور بعض میں مقلد ہو سکتا ہے

۴۔ ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ مثلاً سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، اوزاعی، نخعی، لیث بن سعد داؤد بن علی الظاہری، ابن حزم الظاہری، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہم اللہ تعالےٰ یہ سب عظیم المرتبت شخصیتیں ہیں، انہوں نے علوم و فنون، اور اپنی تصنیفات کے ذریعہ اسلام کی عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔ تاہم وہ اور ان کے متبعین غلطیوں سے پاک نہیں ہیں بعض اجتہادی مسائل میں ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ معذور ہیں اور اجر و ثواب کے حقدار ہیں جس کا اجتہاد صحیح ہوگا اس کو دوہرا اجر ملے گا اور جس کا غلط ہوگا اس کو ایک اجر۔ اس کا تفصیل بیان پہلے گذر چکا ہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا:

ہر شخص کی بات مانی بھی جا سکتی ہے اور ٹھکرائی بھی جا سکتی سوائے اس قبر والے کے۔ اس سے آپ کا اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ کسی مخصوص مسلک کی پابندی ضروری نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی بھی شخص کی اتباع فرض نہیں کی۔

۶۔ مسلکی تعصب جائز نہیں، اور نہ یہ دعویٰ کرنا جائز ہے کہ ایک مسلک کو چھوڑ کر دوسرے مسلک کو قبول کرنا غلط ہے، اور یہ کہ اس مسلک کا امام حق بجانب ہے اور دوسرا غلطی پر ہے۔ کیونکہ یہ سب اہل بدعت کا کام ہے اور بدترین قسم کا اختلاف ہے۔ تمام علماء و مذاہب کا احترام کرنا اور بغیر کسی تعصب کے ان کی کتابوں سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔

۷۔ مسلکی تعصب مسلمانوں کے درمیان اختلاف، کمزوری، اور آپسی عداوت و دشمنی کا باعث ہے۔ بسا اوقات یہ دشمنی فریقین کے درمیان قتل و خونریزی کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ ادوار میں بغداد کے اندر احناف و شوافع کے درمیان ہوا۔ بلکہ اختلاف و فرقہ بندی کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران: ۱۰۳)

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقہ بندی نہ کرو۔

۸۔ جو شخص اپنے مسلک کے خلاف دلیل دیکھے اور اس کے علم کے مطابق اس دلیل کے مقابلہ میں کوئی معارض یا مخصص یا ناسخ دلیل نہ ہو تو اس کا فرض ہے کہ اپنے مسلک کو چھوڑ کر دلیل کی اتباع کرے کیونکہ اللہ نے فرمایا:

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۔ (الاعراف: ۳)

لوگو! جو (کتاب) تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اسکی پیروی کرو اور اسکے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو۔ اور تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔

اب یہاں ہم اپنا رہوار قلم روکتے ہیں اور اللہ سے دعاگو ہیں کہ وہ اپنے مومن بندوں کو اس رسالہ سے فائدہ پہنچائے اور ہم سب کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب کرے۔ آمین

ختم شد

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری دیگر مطبوعات

۱ فتاویٰ ثنائیہ ۲ جلد

۲ فتاویٰ نذیریہ ۳ جلد

۳ معقولات حنفیہ

۴ کشف الاسرار

۵ دروس القرآن (حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم)

۶ واضح البیان

مکتبہ ثنائیہ

جامع مسجد اہلحدیث

بلاک ۱۹ سرگودھا